ع ۳۵۲۵ ۲۶۰۵
۳۵۲۵
۳۵۲۶ ۲۶۰۶
فنصر ضرای
۲۶۰۸
ع ۳۵۲۶ الحناف حقيقت

ويستنبئونك احق هو قل اي وربي انه لحق

احمدی نمبر ۶ و ۷ و ۸ بابت جون جولائی اگست ۱۹۱۲ء

موسومہ

فیصلہ خدائی

بر

مسلمات ثنائی

جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات اور
مو[illegible]اللہ ایڈیٹر اہلحدیث امرتسری کی حیات کو
ک[illegible]مسلمات پر حضرت مرزا صاحب کے لیئے
صداقت کی دلیل ثابت کیا گیا ہے۔

جسکو ماہ اگست ۱۹۱۲ء

عاجز قاسم علی ایڈیٹر اخبار الحق ورسالہ احمدی دہلی نے تالیف کر کے

الحق پریس [illegible] دہلی میں [illegible] طبع کرا کے شائع کیا

بار اول ۱۰۰۰ قیمت ۳/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فیصلہ خدائی اور ثنائی سچائی

گذشتہ رسالہ مین جس کا نام فیصلہ الٰہی اور ثنائی روسیاہی" ہے۔ ہم نے خدا کے فضل سے جملہ اعتراضات و مکائد ثناء اللہ اینڈ کو کے نقل کرکے کافی سے زیادہ جواب دیدئے ہین۔ اور ہر طرح سے مجرم کو ملزم کردیا ہے۔ لیکن اب ایک اور طریق سے بھی فیصلہ خدائی کا کپنی ثنائی کے برخلاف صادر ہونا ثابت کرتے ہین۔ گو مضمون طویل ہوگیا مگر منحوس پارٹی بار بار چونکہ دونا کو آئے ناکو لے بھاگی کٹی ہوئی ناک کو چھپانا چاہتے ہین۔ اس لئے بلاخوف طوالت ہم بھی خدائی تائید اور روح القدس کی مدد سے اُن کی کٹی ہوئی ناک ہر طرح اور سب طرف سے پبلک کو دکھا کر چھوڑینگے سنئے ثنا اللہ امرتسری اس طرح لکھتا ہے کہ

"علاوہ اس کے مرزا صاحب کو اپنی دعا پر یہانتک دعوٰی ہے کہ آپ لکھتے ہین کہ "مجھے بارہا خدا تعالیٰ

مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے۔ کہ جب تو دعا کرے تو مین تیری سنونگا۔ اِس کے علاوہ سیکڑون مقامات پر اپنی دعا کے اثرات کو آپ نے بطور سند پیش کیا ہے۔ اور بطور اصول کلیہ کے لکھا ہے کہ میری دعا ہمیشہ قبول ہوتی ہے ان واقعات کو ملحوظ رکھہ کر اگر ہم اِس فیصلہ کو مرزا صاحب کی صرف دعا ہی سمجھین اور ۲۵ر اپریل ۱۹۰۷ء کے بدر کے مضمون سے چشم پوشی بھی کر جائین۔ تو بھی یہ دعا ایسی نہین کہ معمولی دعا سمجھی جائے۔ جس کا قبول ہونا نہونا احتمالی ہو۔ کیونکہ ایسے موقعہ پر جو بمقابلہ مین سخت مخالف کے ساتھہ تحدی سے دعا کی گئی ہے۔ اور تمام اُن دعاوی کے صدق و کذب کا مدار اسی دعا پر رکھہ کر خدائے علیم کل سے فیصلہ کی درخواست کی گئی ہے" بلفظہ مرقع اگست ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۴ و ۴۲

شیر اسلام۔ یہ ثنائی مغالطہ یا جہالت ہے۔ کہ فریب دیکر اپنے یارون کی آنکھون مین مٹی ڈالتا ہے۔ مگر خدا کے فضل سے ہماری ایک ہی سلامی سے سب کی آنکھین کھل جائینگی۔ ہم اِن ثنائی مغالطون کو کھول کر بتاتے ہین۔ اور اس دجل کی معہ دجال اکبر پردہ دری کر دکھاتے ہین وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ اینب۔

ناظرین! جن الفاظ کو ہم نے جلی کر کے خط کردیا ہے۔ وہی سب سے

بڑا دجل امرت سری کاذب متقی کا ہے۔ کہ سیاہ جھوٹ بولکر حضرت مسیح موعود پر افترا کرتا ہے۔ کسی جگہ حضرت اقدس نے نہیں فرمایا کہ "میری دعا ہمیشہ قبول ہوتی ہے۔" بھلا ایسا دعوی ایک مامور من اللہ کرسکتا ہے۔؟ ہر گز نہیں! حضور مسیح موعود نے جابجا بڑی وضاحت سے کھول کھول کر شائع کردیا ہے کہ کثرت سے خدا میری دعائیں قبول کرتا ہے۔ اور بعض دفعہ کسی مصلحت سے نہیں بھی کرتا۔ چنانچہ اصل عقیدہ و مذہب حضور کا یہ ہے کہ

"یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ خیال کہ مقبولین کی ہر ایک دعا قبول ہوجاتی ہے یہ سراسر غلط ہے بلکہ حق بات یہ ہے کہ مقبولین کے ساتھ خدا تعالی کا دوستانہ معاملہ ہے کبھی وہ ان کی دعائیں قبول کرلیتا ہے۔ اور کبھی وہ اپنی مشیت اُن سے منوانا چاہتا ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ دوستی میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ بعض وقت ایک دوست اپنے دوست کی بات کو مانتا ہے۔ اور پھر دوسرا وقت ایسا ہی آتا ہے کہ اپنی بات اُس سے منوانا چاہتا ہے۔" ملفوظہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹

اور پھر دوسرے موقعہ پر اسی کتاب میں فرماتے ہیں۔

"یاد رہے کہ خدا کے بندوں کی مقبولیت پہچاننے کیلئے دعا کا قبول ہونا بھی ایک بڑا نشان ہوتا ہے۔! اگرچہ دعا

کا قبول ہو جانا ہر جگہ لازمی امر نہیں خدا عزوجل اپنی مرضی بھی اختیار کرتا ہے۔ لیکن اس مین کچھ بھی شک نہیں کہ مقبولین حضرت عزت کیلئے یہ بھی ایک نشان ہے کہ بہ نسبت دوسرون کے کثرت سے ان کی دعائین قبول ہوتی ہین۔ اور کوئی استجابت دعا کے مرتبہ مین ان کا مقابلہ نہین کر سکتا۔" بلفظہ صـ ۳۲۱

اسی کتاب مین تیسری جگہ ارشاد فرماتے ہین۔ کہ

"میرا صدہا مرتبہ کا تجربہ ہے کہ خدا ایسا کریم و رحیم ہے کہ جب اپنی مصلحت سے ایک دعا کو منظور نہین کرتا تو اس کے عوض مین دوسری دعا کو قبول کر لیتا ہے۔ جو اس کی مثل ہوتی ہے۔" بلفظہ صـ ۳۲۷

پھر ایک جگہ رسالہ "فیصلہ آسمانی" مطبوعہ بار سوم ۱۹۰۱ء کے صفحہ ۱۹ پر فرماتے ہین کہ

"یہ بات ایک معرفت کا دقیقہ ہے کہ مقبولون کی قبولیت بہت کثرت استجابت دعا سے شناخت کی جاتی ہے۔ یعنی ان کی اکثر دعائین قبول ہو جاتی ہین۔ نہ یہ کہ سب کی سب قبول ہوتی ہین۔" بلفظہ الشریف صـ ۱۹

اور پھر ایک اشتہار مین جو سید مرحوم کے نام ۱۲ مارچ ۱۸۹۷ کو دیا تھا فرماتے ہین۔ کہ

"سید صاحب اپنے رسالہ الدعا و الاستجابت مین اس
اس بات سے انکاری ہین۔ کہ دعا مین جو کچہ مانگا جائے
وہ دیا جائے اگر سید صاحب کی تحریر کا یہ مطلب ہوتا۔
کہ ہر ایک دعا کا قبول ہونا واجب نہین بلکہ جس دعا
کو خدائے تعالیٰ قبول فرمانا اپنی مصالح کی رو سے پسند فرماتا
ہے۔ وہ دعا قبول ہو جاتی ہے۔ ورنہ نہین تو یہ قول
بالکل سچ ہوتا" بلفظہ الشریف تریاق القلوب صفحہ ۱۵۱

اخبارات منقولہ بالا سے یہ امر آفتاب سے بہی زیادہ روشن ہو گیا۔
کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قبولیت دعا کے متعلق یہی مذہب
ہے کہ اکثر دعائین مقبولین کی قبول ہوتی ہین بعض کسی
مصلحت الہی کی وجہ سے قبول نہین بہی ہوتین پس ثنائی کذب
بیانی کا راز فاش ہو گیا۔ جو اس نے حضور علیہ السلام پر افترا کیا تہا۔
کہ مرزا صاحب نے بطور اصول کلیہ کے لکہا ہے کہ میری دعا ہمیشہ
قبول ہوتی ہے۔" زیادہ اس پر اب لکہنے کی ضرورت نہین اسلئے
ہم سابقہ بحث کی طرف آتے ہین۔ اور یہ بتاتے ہین کہ ۵ اپریل
والے اشتہار مین جو دعا بغرض فیصلہ مرزا صاحب علیہ السلام
نے فرمائی تہی۔ اُس کی قبولیت سے ہم انکاری نہین جیسا کہ آگے
چل کر معلوم ہو گا بہلا امرتسری شغال کی بیہودہ قیل و قال
اور دجالانہ چال کا ماحصل یہ ہے کہ جب کہ عام طور پر مرزا صاحب

سے خدا کا وعدہ ہے کہ تیری سب دعائیں مقبول کرون گا۔ تو یہ دعا تو مخالف کے مقابلہ مین تھی جس پر مرزا صاحب کے صدق کا مدار تھا۔ ضرور قبول ہونی چاہیے تھی اور قبول ہوئی۔ احمدی بلا وجہ اُس کی قبولیت سے انکار کرتے ہین۔ اس بارے مین

ہمارا جواب یہ ہے

کہ کوئی احمدی اس دعا کی عدم قبولیت کا اقراری نہیں تمہارا ہی شیوہ ہے۔ کہ افترا پر افترا کرتے جانا اور یصدون عن سبیل اللہ کی ڈیوٹی بجالانا یہ اعتراض موقوف ہے۔ احمدیون کے عدم قبولیت دعا کے اقرار پر پس جب تک موقوف علیہ کا ثبوت نہ دو اعتراض مذکور فضول اور بیہودہ گوئی ہے۔ ہم بڑی دلیری اور جرأت سے تسلیم کرتے ہین۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام کی دعاء فیصلہ منظور ہوئی قبول ہوئی لاریب فیہ ہر کہ شک آرد کافر گردد مگر صرف تمہاری سمجھ اور تمیز کا قصور ہے۔ کہ سوء فہم سے دعاء فیصلہ اور دیگر امورات و بیانات مندرجہ اشتہار مدعی کو ایک سمجھ لیا ہے۔ کان کھول کر سنو! کہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء والے اشتہار مین مدعی نے چھ امر بیان کئے ہین۔ اور وہ سب جدا جدا ہین۔ پہلے شروع مین ایک تمہید ہے۔ اس کے بعد دعاء مباہلہ ہے آگے عرض حال ہے بعد ازان درخواست فیصلہ

ہے جس کے ساتھ ہی صورت فیصلہ کی تمنا و استدعا ہے آخر میں مدعا علیہ سے التماس ہے۔ اب ہم ان سب کو علٰحدہ علٰحدہ نقل کر کے بتاتے ہیں۔ سنئے۔

تمہیدیہ ہے

جو شروع اشتہار میں ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب مدت سے آپکے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود۔ کذاب۔ دجال۔ مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔ اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے۔ اور اس شخص کا دعوٰی مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ مین نے آپ سے بہت دکھ اوٹھایا۔ اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ مین دیکھتا ہون کہ مین حق کے پھیلانے مین مامور ہون۔ اور آپ بہت سے افترا میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہین۔ اور مجھے اُن گالیون اور اُن تہمتون اور اُن الفاظ سے یاد کرتے ہین۔ کہ جن سے بڑھکر کوئی لفظ سخت نہین ہو سکتا۔ اگر مین ایسا ہی کذاب اور مفتری ہون جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ مین مجھے یاد کرتے ہین تو (بشرط منظوری مباہلہ مندرجہ اشتہار ہذا۔ احمدی) مین آپ کی زندگی مین ہی ہلاک ہو جاؤن گا۔ کیونکہ مین جانتا ہون کہ مفسد اور کذاب

کی بہت عمر نہیں ہوتی۔ اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور اُس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے۔ تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور میں اگر کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچینگے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں۔ بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طاعون۔ ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر بشرط منظوری دعا، مباہلہ مندرجہ اشتہار ہذا الحکم میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔" بلفظہ اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء

اِس تمہید میں بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امرتسری مکذب کو خطاب کرکے بتایا گیا ہے۔ کہ تم جو ہمیشہ تکذیب کرتے ہو۔ اور یصدون عن سبیل اللہ پر کمر باندھے رہتے ہو۔ اور بدزبانی سے باز نہیں آتے۔ اور مجھے دعویٰ مسیحیت اور مہدویت میں مفتری علی اللہ سمجھتے ہو۔ پس اگر میں واقعی مفتری علی اللہ ہوں۔ تو میں دعا، مباہلہ جو اس تمہید سے آگے آتی ہے (اور اُس کے لئے ہی یہ تمہید لکھی گئی ہے) کرتا ہوں یہ اگر تم منظور کر لوگے اور اس پر اپنا دستخط کر دو گے۔ تو یاد رکھنا۔ کہ

خدا تعالیٰ صادق کی زندگی میں ہی کاذب مباہل کو ہلاک کر کے صادق کی صداقت پر مہر کر دیگا۔ اس تمہید میں نہ تو کوئی دعا ہے۔ نہ کوئی التجا ہے۔ نہ کوئی درخواست صرف بر بنا قانون الٰہی کہ مباہلہ کرنے والوں میں سے کاذب صادق کی زندگی میں ہلاک ہوا کرتا ہے۔ اپنے یقین اور عقیدہ کا اظہار اس تمہید میں کیا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ کذاب بلا مباہلہ کرنیکے ہی صادق کی زندگی میں مرجاتا ہے یہ بنا بر کاذب کا صادق کی زندگی میں مرجانا محض اس لئے بیان کیا ہے۔ کہ اس سے آگے دعا مباہلہ آتی ہے۔ اُس کو اگر ثناء اللہ قبول کریگا تو ایسا ہوگا۔ اسی لئے ساتھ ہی یہ ظاہر کر دیا کہ یہ کوئی الہامی پیشگوئی یا قطعی فیصلہ خدائی نہیں۔ بلکہ دعا کرتا ہوں جو بشرط منظوری ثنائی اُس کا اثر صادق و کاذب پر ظاہر ہو جائے گا۔ اس تمہید میں چار باتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رقم فرمائی ہیں۔ جن کو دجالی گروہ مع دجال اکبر کے اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں اس لئے ہم اُن کا فیصلہ بیان کر کے پھر آگے چلیں گے۔

امر اول ۱۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ آپ ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں۔ تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ (کس صورت میں جب کہ تم مجھ سے مباہلہ منظور کر لو گے۔ احمدی)

امر دوم ۲۔ کیونکہ میں جانتا ہوں مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں۔

ہوتی۔ اور وہ حسرت کے ساتھہ اپنے اشد دشمنون کی زندگی مین ہی ناکام ہلاک ہوجاتا ہے۔" (یعنی وہ مفسد اور کذاب جو مدعی نبوت کا ذبہ ہو۔ اتنی لمبی عمر اور مہلت نہین پاتا جتنی کہ خداوند کریم نے مجھے اپنے فضل سے بعد دعوے الہام عطا فرمائی ہے۔ جو میرے صدق کی دلیل ہے۔ احمدی)

سوم۳ اور مین اگر کذاب اور مفتری نہین اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہون۔ اور مسیح موعود ہون تو مین خدا کے فضل سے امید رکھتا ہون کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہین بچینگے۔" (یعنی بصورت انکار از مباہلہ بھی بموجب اُس سنۃ اللہ کے جو قرآن مین ہے کہ کیف کان عاقبۃ المکذبین آپ سزایاب ہونگے۔ احمدی)

چہارم پس اگر وہ سزا جو محض خدا کے ہاتھون سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریان آپ پر میری زندگی مین ہی وارد نہوئی۔ تو مین خداتعالیٰ کی طرف سے نہین" (بشرطیکہ تم نے دعاء مباہلہ پر دستخط کردئے احمدی)

غیر سوم کے سوا باقی تین نمبرون کو امرتسری نے اپنے مرقع ستمبر سنہ ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۳ پر نقل کرکے مدار فیصلہ و بنار گفتگو قرار دیا ہے

مگر ان پر نظر ڈالنے سے بجز اس کے کہ مدعی نے اپنا خیال اور عقیدہ جو قانون الٰہی سے ماخوذ ہے بیان کیا ہے۔ اور کچھ نہیں ثابت ہوتا کیونکہ اگر اس کا یہ مطلب لیا جاوے کہ مرزا صاحب علیہ السلام کا مذہبًا یہی عقیدہ ہے کہ ہر ایک مفسد و کذاب صادق کی زندگی مین مرجاتا ہے۔ تو از سر تا پا غلط ہے۔ اور اگر یہ ہے کہ ثنائی مقدمہ مین خاص طور پر مرزا صاحب نے ایسا فرمایا ہے کہ ثناء اللہ میری زندگی مین ضرور مرجائیگا۔ تو یہ اغلط ہے۔ لہذا ہم تین تنقیحین قائم کرکے اس کا فیصلہ سناتے ہین۔

تنقیح ۱ اول۔ آیا حضرت اقدس مرزا صاحب علیہ السلام کا یہ مذہب یا عقیدہ یا دعویٰ عام ہے کہ ہر ایک مفسد اور کذاب صادق کی زندگی مین ہی مرجایا کرتا ہے؟ (جیسا کہ دجالی گروہ کہتا ہے۔)

تنقیح ۲ دوم اگر یہ دعویٰ نہین تو ۱۵ اپریل والے اشتہار متنازعہ کے اس فقرہ کا کہ "مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہین ہوتی اور وہ اشد دشمنوں کی زندگی مین ناکام ہلاک ہوجاتا ہے" کیا مطلب ہے اس سے کس قسم کا مفسد اور کذاب اور کتنی عمر مراد ہے۔؟

تنقیح ۳ سوم اگر مرزا صاحبؑ کا یہ مذہب ہے کہ ہر ایک مفسد اور کذاب کا صادق کی زندگی مین مرجانا ضروری نہین تو پھر

یہ کیوں لکھا کہ "اگر میں مفتری ہوں تو ثناء اللہ کے سامنے
ہلاک ہو جاؤں گا۔ اور اگر ثناء اللہ کاذب ہے تو وہ میری
زندگی میں طاعون سے ہلاک ہو گا۔ ورنہ میں خدا کی طرف
سے نہیں": کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ خاص اس
مقدمہ میں مرزا صاحب نے یہ معیار صدق ٹھیرا لیا ہو؟

تنقیح اول کا بار ثبوت دجالی پارٹی کے ذمہ ہے۔ کیونکہ وہی یہ دعوے کرتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب کا عام اصول ہے۔ کہ ہر ایک جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جایا کرتا ہے۔ جیسا کہ برادر شغال حکیم محمد الدین غیر مقلد امرت سری نے اہل حدیث پریس میں ایک اشتہار "کرشن قادیانی کی نرالی چال" کی سرخی سے بلا تحریر تاریخ اسی اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل والے کے جواب میں دجال اکبر امرت سری کے ایما سے دیا تھا چنانچہ اُس میں یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ

"یہ بات کرشن جی ہمیشہ کہا کرتے ہیں اور اُن کی دُم افتادہ
لوگوں کو کہا کرتے ہیں کہ جھوٹا سچے سے پہلے ہلاک
ہوا کرتا ہے" بلفظہ سطر،

اور حامی شغال عبد الحق سرہندی کذب کی نجاست پر منہ مارتا ہوا بہ تصدیق کذاب اکبر امرت سری کے لکھتا ہے کہ

"آج کل اکثر مرزائی تحریرات کا ماحصل یہ ہوتا ہے۔ کہ جھوٹا
سچے کی زندگی میں ضرور ہلاک ہو جاتا ہے مرقعہ

اور مرزائیوں سے یہ سوال ہے کہ اگر جھوٹے کا سچے کی زندگی
مین مرنا واقعی ضروری اور قانون الٰہی ہے جیسا کہ
آپ کی تحریرات سے ثابت ہوتا ہے" بلفظہ
بقدر الحاجتہ مرقع ستمبر ۱۹۰۷ء صہ ۱۴۲

اکذب الناس امرت سری خناس اپنے مراسلہ مندرجہ وطن مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۱۱ پر لکھتا ہے کہ

"مرزا صاحب ہمیشہ یہی بروا برد لگاتے ہین۔ کہ آؤ
جھوٹا سچے سے پہلے مرجائیگا" بلفظہ

یہ ہے شغال اور برادر شغال اور حامی شغال کا دعویٰ جن پر ہم نے بحروف جلی لکھ کر خط کھینچ دیا ہے۔ مگر یہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ دلیل کسی کے پاس نہین لہذا دعوی بے دلیل شتر گربہ ہوتا ہے جس پر توجہ کرنے کی بھی ضرورت نہین بجز اس کے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین جواب مین لکھدیا جاوے۔ اور کسی تردیدی جواب کی حاجت نہین۔ مگر ہم امرت سری شغال اور اس کے حامیان بدخصال کو بڑی تحدی اور سختی سے

چیلنج انعامی یکصد روپیہ

دیتے ہین کہ اگر وہ حضور مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور آپ کی پاک جماعت یعنی خدام ذوالاحترام کی تحریرون سے کہین یہ دکھلا دین

کہ ”جہوٹے کا سچے کی زندگی مین بغیر مباہلہ کئے مرجانا“ مرزاصاحب کا عام اصول اور کلیہ ہے۔ تو انعام موعودہ حاصل کرین۔ ورنہ ڈوب مرین۔ اور اپنے پیر و کذاب اکبر کا یہ فتوٰی اپنے حق مین صادر کرین جو مرقع مئی ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۹ پر لکہا ہوا ہے کہ

”جہوٹ بولنا نجس کہانے کی برابر ہے“

کوئی ہے جو یہ دجالی دعوی ثابت کرکے انعام پاوے۔؟ کوئی نہیں! جو ثابت کرنیکے لئے ہمارے سامنے آوے!

پس ہم تنقیح اول برخلاف ثناء اللہ اینڈ کو فیصل کرتے ہین۔ کیونکہ کمپنی مذکور کی طرف سے اس کا کوئی ثبوت پیش نہین ہوا۔ اور حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاف لفظون مین کہول کر فرما دیا ہے۔ کہ ہمارا مذہب یا عقیدہ یہ نہین ہے نہ ہم نے کسی تحریر یا تقریر مین ایسا کہا ہے۔ کہ ”ہر ایک جہوٹا سچے کی زندگی مین مرجایا کرتا ہے“ ہان ہم نے یہ ضرور کہا ہے کہ مباہلہ کرنے والون مین سے جہوٹا سچے کی زندگی مین ہلاک ہوجاتا ہے چنانچہ بپاس خاطر ناظرین ہم وہ تقریر مبارک یہان نقل کردیتے ہین حضور علیہ السلام نے ۲ر اکتوبر ۱۹۰۷ء کو بوقت سیر ایک خادم کے سوال پر جو کہ اُس نے کسی مخالف کی طرف سے پیش کیا تہا۔ فرمایا۔

”یہ کہان لکہا ہے کہ جہوٹا سچے کی زندگی مین مرجاتا ہی

ہم نے تو اپنی تصانیف مین ایسا نہین لکہا۔ لاؤ
پیش کرو وہ کون سی کتاب ہے جس مین ہم نے
ایسا لکہا ہے۔ ہم نے تو یہہ لکہا ہے کہ مباہلہ کرنیوالون
مین سے جو جہوٹا ہو وہ سچے کی زندگی مین ہلاک
ہو جاتا ہے۔ یہ بات کہ جہوٹا سچے کی زندگی مین مرجاتا
ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے سب اعدار انکی زندگی مین ہی ہلاک ہو گئے تہے بلکہ
ہزارون اعدار آپ کی وفات کے بعد زندہ رہے تہے
ہان جہوٹا مباہلہ کرنے والا سچے کی زندگی مین ہی ہلاک
ہوا کرتا ہے۔ ایسے ہی ہمارے مخالف بہی ہماری
مرنیکے بعد زندہ رہینگے۔ ہم تو ایسی باتین سنکر
حیران ہوتے ہین۔ دیکہو ہماری باتون کو کیسے الٹ پلٹ
کر پیش کیا جاتا ہے۔ اور تحریف کرنے مین وہ کمال حاصل
کیا ہے۔ کہ یہودیون کے بہی کان کاٹ دئے ہین۔ کیا
یہ کسی نبی ولی قطب غوث کے زمانہ مین ہوا۔ کہ اُس کے
سب اعدار مر گئے ہون بلکہ کافر منافق باقی رہ ہی گئے
تہے۔ ہان اتنی بات صحیح ہے۔ کہ سچے کے ساتہہ جو
جہوٹے مباہلہ کرتے ہین۔ تو وہ سچے کی زندگی مین
ہی ہلاک ہوتے ہین۔ ایسے اعتراض کرنے والے کو

پوچھیں کہ یہ ہم نے کہاں لکھا ہے کہ بغیر مباہلہ کرنے کے
ہی جھوٹے سچے کی زندگی میں تباہ اور ہلاک ہو جاتے
ہیں۔ وہ جگہ تو نکالو جہاں یہ لکھا ہے" بلفظ الحکم نمبر ۳۶
جلد ۱۱ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۹

اس تقریر سے جو کہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء والے اشتہار سے ساڑھے پانچ ماہ بعد کی ہے۔ تمام ثنائی دجل پارہ پارہ ہو گیا۔ اور منحوس پارٹی کے ہاتھ میں کچھ بھی نہ رہا۔ اس جگہ مناسب ہے کہ ہم ایک ایسا ہو مسلمہ ثنائی پیش کریں جس سے دجالی گروہ کی جڑ ہی کٹ جائے اور وہ اصول موضوعہ ثنائی یہ ہے کہ

"(۱) ہر ایک کلام کے صحیح معنی وہی ہونگے۔ جو متکلم آپ بیان کرے یا اُس کے منشا اور حیثیت کے مطابق ہوں۔ متنازعہ کلام کے متصل ہی متکلم کا بیان ہو یا آگے پیچھے بیان حالی ہو یا مقالی یعنی وہ اپنے کلام کا مطلب لفظوں میں بتلاوے۔ یا اُس کی وضع اور طریق برتاؤ سے ظاہر ہو"
بلفظ ترک اسلام بار دوم صہ ۲۵

الحمد للہ کہ مخالف کے قول سے ہی تنقیح اول کا بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام بخلاف ثنائی کمپنی فیصلہ ہو گیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل والے میں جو اس قسم کے فقرات ہیں۔ جن کا یہ مطلب بنایا جاتا ہے کہ ہر مفسد اور کذاب صادق کی

زندگی مین ہی ضرور مرتا ہے" ایسے کلام کے صحیح معنی وہی مین جو متکلم نے ۱۲ اکتوبر ۱۹۰۷ء کو آپ بیان فرمائے کہ مباہلہ کرنیوالون مین سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی مین ہلاک ہو جاتا ہے۔

تنقیح دوئم یہ تھی کہ اگر مرزا صاحب علیہ السلام کا یہ دعویٰ نہین کہ ہر ایک مفسد اور کذاب صادق کی زندگی مین ہی مر جاتا ہے۔ تو ۱۵ اپریل والے اشتہار کے اس فقرہ کا مطلب کیا ہے کہ "مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہین ہوتی اور وہ اشد دشمنون کی زندگی مین ناکام ہلاک ہو جاتا ہے" اس سے کس قسم کا مفسد اور کذاب اور کتنی عمر مراد ہے؟

اس تنقیح پر گفتگو کرنے سے پہلے یہ امر بخوبی ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ فریقین یعنی حضرت مرزا صاحب علیہ السلام اور ثناء اللہ علیہ ما علیہ ایک دوسرے کو کاذب تو یقین کرتے ہین مگر دونون کے کذب مین بڑا فرق ہے۔ ثناء اللہ تو حضرت اقدس کو **مدعی نبوت کاذب** اور **مفتری علی اللہ** بتاتا ہے اور حضرت اقدس صلوٰۃ اللہ علیہ ثناء اللہ کو **مکذب** اور **منکر دعویٰ مسیحیت و مہدیت کا** جانتے ہین اس فرق کو خوب طرح سمجھکر یاد رکھنا چاہئے تاکہ تنقیح دوئم کا فیصلہ باسانی فہم مین آ جائے۔ پس **مفتری علی اللہ** اور محض **مفتری مکذب** مین زمین آسمان کا فرق ہے پہلا شخص تو خدا پر جھوٹ باندھکر اور الہام کا جھوٹا دعویٰ کر کے مخلوق خدا کو گمراہ کرنیوالا ہوتا ہے

نمبر دوسرا شخص جو محض **مکذب مفتری** ہے اوسکا حال اس سے علیحدہ ہے وہ کسی خود غرضی سے اپنے فائدہ کیلئے یا بداعمالی و کم فہمی سے جھوٹ بولتا اور تکذیب کرتا ہے فریقین کی پوزیشن بصورت ایک دوسرے کو کاذب خیال کرنیکے بشرطیکہ وہ حقیقت مین بھی مفسد اور کذاب ہون تو مندرجہ بالا ہے - اب ہم ان دونون کے حق مین قانون الہی بتاتے ہین کہ کیا ہے - **یعنی مفتری علی اللہ مدعی نبوت کاذبہ** کے ساتھ خدائی سلوک دنیا مین کیا ہوتا ہے اور محض **مفتری و مکذب** کے ساتھ کیا عملدرآمد ہے

مدعی نبوت کاذبہ سے الٰہی سلوک

یہ ہوتا ہے کہ وہ خدا پر افترا کرنیکے دن سے ہی مورد غضب خدا ہونے لگتا ہے اور جس مراد دلی کو وہ مقصود بالذات ٹھیرا کر اس طرح حاصل نہ پایا بتاتا ہے کہ جھوٹا دعویٰ وحی اور الہام کا کرکے اپنے تئین خدا کا فرستادہ اور مامور من اللہ ہونا لوگون پر ظاہر کرے تو وہ مراد جو مقصود بالذات ہے ہرگز اس طریق سے حاصل نہین ہوتی - اور یہ امر ادنیٰ تامل سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ایسے کذاب کی مراد بجز اسکے اور کچھ نہین ہو سکتی کہ دنیا مین **شہرت** حاصل کرے یا روپیہ کما کر دنیا مین بنکے عیش و عشرت چند روزہ اڑاے - یا بہت سے معتقدین کی ایک جماعت اوسکے ہاتھ آئے - انکین بے

ایک یا دو یا تینوں ہی مرادین دل مین ٹہیہ اکر پھر انکے حصول کی تدبیر سوچتا ہے آخرکار یہ صورت اور تجویز قائم کر لیتا ہے کہ الہام و وحی و رسالت کا دعوی کرنیسے سب مرادین پوری ہو جائینگی۔ چلو اسی تجویز کو حصول مراد کیلئے ذریعہ قرار دیکر کوشش کرین کہ مراد دلی اور مقصود بالذات حاصل ہو جائے۔ مختصر یہ کہ مراد دلی تو حصول شہرت و جاہ و زر و جماعت ہوتی ہے۔ اور دعوی وحی و الہام و رسالت اسکے حصول کا ذریعہ بنایا جاتا ہے۔ دونون باتین الگ الگ مین ایک مقصود بالذات ہے دوسرا اوسکے حصول کا ذریعہ۔ بس خدائی قانون ایسے کذاب کے بارے مین یہ ہے کہ وہ کبھی بھی خدا پر جھوٹ باندہکر اور ایسی جرات کرکے کہ اپنے آپ کو منجانب اللہ عہدیدار بتاکر لوگون کو گمراہ کرے اپنی مراد دلی کو جو حصول زر و شہرت و جماعت ہے نہین پا سکتا۔ چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ

و من اظلم ممن افترى على الله كذبا او كذب

بآياته انه لا يفلح الظلمون ۔ سورہ انعام رکوع ۳

ترجمہ۔ جو خدا پر افترا لگائے یا اسکے حکمون کی تکذیب کرے اوس سے بڑھکر بھی کوئی ظالم ہے؟ بالتحقیق ظالمون کو کامیابی نہین ہوگی یعنی وہ اپنی مراد دلی کو حاصل نہین کر سکین گے۔

اس قانون الہی نے بتاکید بتادیا کہ مفتری علی اللہ در

مکذب آیات اللہ اپنی مراد کو نہیں پہونچا کرتے۔ یہ قانون تو ان کی غرض ومراد جو مقصود بالذات ہوتی ہے اُسکے متعلق ہے کہ اول تو وہ خسرالدنیا ہوکر بامراد نہیں ہوا کرتے۔ دوسرا قانون اُنکی سزاء دنیا کے متعلق ہے کہ دنیا میں ہی اُنکو منجانب اللہ سزاء ہلاکت وقتل ملتی ہے۔ جسکو خدا تعالیٰ نے اس طرح فرمایا کہ تقول علی اللہ کرنے والے کی ہم فوراً رگ حیات ہی کاٹ ڈالتے ہیں تاکہ وہ زندہ رہکر اور مہلت پاکر خلق اللہ کی گمراہی کا باعث ہی نہ بنے۔ چنانچہ وہ قانون یہ ہے

ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین۔ ثم لقطعنا منہ الوتین۔ فما منکم من احد عنہ حاجزین" الحاقہ

خدا تعالیٰ اصدق الصادقین خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرماتا ہے کہ "اگر یہ جھوٹ بناکر کوئی بات ہماری طرفسے بیان کردیتا تو ہم اسکا داہنا ہاتھ پکڑکر اسکی رگ حیات کاٹ ڈالتے اور تم مین سے کوئی بھی ایسا کرنیسے روک نہ سکتا"

ثنائی ترجمہ اسکا یہ ہے

"[illegible] ہمارے ذمہ کوئی بات لگا دے جسکے کہنے کی اُسے [illegible] اسکو فوراً ہلاک کر ڈالیں" حاشیہ تفسیر ثنائی [illegible] حالت مین کہ خداوند کریم نے خود فرمایا کہ ہم پر افترا

کرنیوالا فوراً مار ڈالا جاتا ہے حتیٰ کہ اسی قانون کے مطابق (کفار کے سامنے جو یہ کہتے تھے کہ محمدؐ نے جھوٹا الہام بنا کر خدا پر افترا کیا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق فرمائی کہ اگر یہ نبی اپنے دل سے جھوٹ بنا کر ہماری طرف منسوب کرتا تو اپنے قانون مقررہ کے روسے (جس کو ہم پہلی کتابوں توریت و صحف انبیاء میں بتا چکے ہیں) ہم اسکی فوراً سے پیشتر رگ حیات ہی قطع کر دیتے۔ پس مدعی الہام و رسالت ہونیکے بعد برابر دس[۱] بارہ سال سے زندہ رہنا ہی اسکی صداقت کی دلیل ہے ورنہ جھوٹا ہونیکی حالت میں یہ فوراً ہی نہ ہلاک کر دیا جاتا۔

امیر ثنائی شہادت بھی اگر سننا چاہو تو خدا کے فضل سے وہ بھی موجود ہے مقدمہ تفسیر ثنائی جلد اول میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل چہارم میں جو توریت سے پیش کی گئی ہے استثناء کے ۱۸ باب ۲۰ آیت کو جسمیں جھوٹے نبی کا قتل کیا جانا لکھا ہے۔ نقل کر کے امرتسری مفسر استدلال کرتا ہے کہ

"یہ عبارت (کہ وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جسکے کہنے کا میں نے حکم نہیں دیا تو

[۱] دس بارہ سال ہمنے اسواسطے لکھے ہیں کہ جس سورت میں یہ آیت ہے وہ سورت شریفہ مکہ شریف میں نازل ہوئی اور مکی زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کل تیرہ سال ہے اسکے بعد ہجرت مدینہ سے سنہ ہجری شروع ہو جاتا ہے۔ منہ

وہ نبی قتل کیا جاوے) واضح طور پر ہمین ایک **قانون الٰہی** سے آگاہ کرتی ہے اور بتلاتی ہے کہ نظام عالم مین جہان اور قوانین الٰہی ہین یہ **بھی ہے** کہ کاذب مدعی کی نبوت کی ترقی نہین ہوتی بلکہ وہ **جان سے مارا جاتا ہے**" بلفظہ صفحہ ۱۶

اسپر امرتسری نے ایک حاشیہ بہی چڑہایا ہے جو اس اقرار سے بھی واضح تر ہے اور تحقیقی طور پر بتایا ہے کہ نبوت کا جہوٹا دعوی کرنیوالا ضرور ہی مارا جاتا اور قتل ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ حاشیہ بھی ہم نقل کر دیتے ہین جو یہ ہے کہ

"اس سے یہ نہ کوئی سمجھے کہ جو نبی قتل ہوا وہ جہوٹا ہے بلکہ ان مین عموم وخصوص مطلق ہے یعنی یہ ایسا مطلب ہے جیسا کوئی کہے کہ جو شخص زہر کہاتا ہے مر جاتا ہے اسکے یہ معنی ہرگز نہین کہ ہر مرنیوالے نے زہر ہی کہائی ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ جو کوئی زہر کہائیگا وہ ضرور مریگا اور اگر اسکے سوا بھی کوئی مرے تو ہو سکتا ہے گو اسنے زہر نہ کہائی ہو یہی مثل ہے کہ **دعوی نبوت کاذبہ مثل زہر کے ہے** جو کوئی زہر کہائیگا ہلاک ہوگا اگر اسکے سوا بھی کوئی ہلاک ہو تو ممکن ہے ہان یہ نہ ہوگا کہ زہر کہانیوالا بچ رہے" بلفظہ حاشیہ صفحہ ۱۶

ملاحظہ فرمائے کہ ہمارے دونوں دعوے متذکرہ صدر (کہ مفتری علی اللہ یعنی جھوٹھے مدعی نبوت کیلئے خدائی قانون یہ ہے کہ اول تو وہ اپنی مراد و مقصود دلی میں کامیاب نہیں ہوا کرتا دوم اسکو منجانب اللہ مہلت اور ڈھیل نہیں ملتی کہ وہ خدا کے بندوں کو گمراہ کرتا رہے بلکہ چند دلوں کے اندر ہی قتل کے ذریعہ ہلاک کردیا جاتا ہے) ثنائی گواہی سے بھی روز روشن کی طرح ثابت ہوگئے ہیں یا نہیں ؟ پس یہ امر مسلمہ فریقین ہو گیا کہ جھوٹا مدعی نبوت نہ فلاح پاتا ہے نہ عرصہ تک زندہ رکھا جاتا ہے بلکہ نامراد رہکر قتل و ہلاک ہوجاتا ہے - تو اب حضرت مرزا صاحبؑ کی تمہیدی عبارت کے اس فقرہ کا کہ "میں جانتا ہوں مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور وہ بڑی حسرت اور ذلت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہوجاتا ہے" جسکا یہ مطلب ہے کہ وہ مفسد اور کذاب جو مفتری علی اللہ ہو یعنی جھوٹی نبوت کا مدعی ہو وہ کبھی بامراد نہیں ہوتا بلکہ ناکام رہتا ہے اور علاوہ ازیں وہ لمبی عمر نہیں پاتا کہ جسمیں خدا پر افترا کرتا ہوا خلق خدا کو گمراہ کرتا رہے بلکہ یوم افترا علی اللہ سے تھوڑی ہی مدت تک زندہ رہکر فوراً ہلاک اور قتل ہوجاتا ہے جیسا کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی جنہوں نے نبوت و الہام کا جھوٹا دعوی کیا تو دعوی کے دن سے دو چار سال کے اندر ہی ناکام و نامراد قتل کردے گئے پس اگر میں بھی معاذ اللہ

ایسا ہی مفتری ہوتا تو یوم افترا علی اللہ سے جو کم از کم ۱۸۸۰ء کا زمانہ ہے جبکہ براہین احمدیہ مین ماموروملہم من اللہ اور چودہوین صدی کے مجدد ہونیگا دعویٰ کیا تھا جو اسوقت تک روبترقی رہا اور افترا مین کمی نہین ہوئی بلکہ دن بدن جھوٹے الہام گھڑلنے کا شیوہ ہی اختیار کرلیا تو اس عرصہ تک جسکی میعاد ۲۷ سال سے اوپر ہو چکی ہے ہرگز زندہ نہ رہتا فوراً ہی چندسال کے اندر ہلاک کردیا جاتا اور اپنے اشد دشمنون لیکھرام۔ قصوری۔ جموئی۔ لاہوری فرعون۔ بٹالوی۔ امرتسری۔ دہلوی۔ لکھوکوی۔ وغیرہ وغیرہ کے سامنے ہی نامراد وناکام ہلاک ہوگیا ہوتا۔ یہان پر ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ عقیدہ اور مذہب بھی نقل کردیتے ہین جس سے معلوم ہوجائے کہ بہت عمر سے کتنی مراد ہے حضور پرنور نے ایک اشتہار کے ذریعہ تمام مولویون صوفیون مسلمانون کو چیلنج دیا تھا کہ اگر کوئی شخص کسی ایسے مدعی کا ثبوت دے جس نے الہام ونبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا ہو اور پھر ۲۳ سال تک مثل زمانہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ اس دعوے پر قائم رہکر قتل وہلاکت سے بچایا گیا ہو تو ہم ایسی نظیر پیش کرنے والے کو مبلغ پانسو روپیہ انعام دینگے اور یہ ۲۳ سال جو معیار صداقت بیان کئے ہین قرآن مجید کی محولہ بالا آیت ولو تقول علینا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر سالہ زندگی سے استنباط کرکے قرار دئے ہین جیسا کہ حضور فرماتے ہین کہ

بہ اربعین نمبر ۳ مین گو ہم دلایل بینہ سے لکہہ چکے ہین
کہ قدیم سے سنتہ اللہ یہی ہے کہ جو شخص خدا پر
افترا کرے وہ ہلاک کیا جاتا ہے مگر پہر دوبارہ ہم
عقلمندون کو یاد دلاتے ہین کہ قرآن شریف کی
دلیل کو بنظر تحقیر دیکہنے سے خدا سے ڈرین۔ صاف
ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت **لو تقول علینا** کو بطور
لغو نہین لکہا جس سے کوئی حجت قائم نہین ہو سکتی
اور خدا تعالیٰ ہر ایک لغو کام سے پاک ہے پس جس
حالت مین اوس حکیم نے اس آیت کو محل استدلال
پر بیان کیا ہے تو اس سے ماننا پڑتا ہے کہ اگر کوئی
شخص بطور افترا کے نبوت اور مامور من اللہ ہونیکا
دعویٰ کرے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
نبوت کے مانند ہرگز زندگی نہین پائیگا۔ ورنہ استدلال
کسی طرح صحیح نہین ٹہیریگا اور کوئی ذریعہ اسکے سمجہنے کا
قائم نہین ہوگا کیونکہ اگر خدا پر افترا کرکے اور جہوٹا دعویٰ
مامور من اللہ ہونیکا کرکے **تیئیس ۲۳ برس** تک زندگی
پالے اور ہلاک نہو تو بلاشبہ ایک منکر کیلئے حق پیدا
ہو جائیگا کہ وہ یہ **اعتراض** کرے کہ جبکہ اس دروغ
گوئی جسکا دروغ گو ہونا تم تسلیم کرتے ہو **تیئیس ۲۳ برس**

تک یا اس سے زیادہ عرصہ تک زندگی پائی اور ہلاک نہ ہوا تو ہم کیونکر سمجھیں کہ ایسے کاذب کی مانند تمہارا نبی نہیں تھا۔ ایک کاذب کو تیئیس ۲۳ برس تک مہلت مل جانا صاف اس بات پر دلیل ہے کہ ہر ایک کاذب کو ایسی مہلت مل سکتی ہے پھر **لو تقول علینا** کا صدق لوگوں پر کیونکر ظاہر ہوگا اور اس بات پر یقین کرنے کیلئے کون سے دلائل پیدا ہونگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افترا کرتے تو ضرور تیئیس ۲۳ برس کے اندر اندر ہلاک کئے جاتے۔ لیکن اگر دوسرے لوگ افترا کریں تو وہ تیئیس برس سے زیادہ مدت تک بھی زندہ رہ سکتے ہیں اور خدا انکو ہلاک نہیں کرتا۔" بلفظہ اربعین نمبر ۴ صفحہ ۲ اور تین بار بار کہتا ہوں کہ صادقوں کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افترا کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی **تیئیس برس تک مہلت پا سکے ضرور ہلاک** ہوگا۔" بلفظہ اربعین نمبر ۴ صفحہ ۵

سو اسیطرح ان لوگوں کے منصوبوں کے برخلاف خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ میں اسی برس یا دو تین برس کم زیادہ

تیری عمر کرونگا تا لوگ کمی عمر سے کاذب ہونیکا نتیجہ نہ
نکال سکیں ۔ بلفظہ اربعین نمبر ۳ صہ ۹

خدا تعالی کی تمام پاک کتابین اس بات پر متفق ہین کہ جھوٹا
نبی ہلاک کیا جاتا ہے اب اوسکے مقابل یہ پیشکرنا
کہ اکبر بادشاہ نے نبوت کا دعویٰ کیا یا روشن دین
جالندہری نے دعوی کیا یا کسی اور شخص نے دعوی کیا
اور وہ ہلاک نہین ہوئے (جیسا کہ کسی دشمن دین
نے قطع الوتین لکھکر اپنی جہالت اور ضلالت کا ثبوت
دیا ہے ۔ احمدی) یہ ایک دوسری حماقت ہے
جو ظاہر کیجاتی ہے بہلا اگر یہ سچ ہے کہ ان لوگون
نے نبوت کے دعوے کئے اور تئیس ۲۳ برس تک ہلاک
نہ ہوے تو پہلے اُن لوگون کی خاص تحریر سے اونکا
دعوی ثابت کرنا چاہیے اور وہ الہام پیش کرنا چاہیے
جو الہام انہون نے خدا کے نام پر لوگون کو سنایا
یعنی یہ کہا کہ ان لفظون کے ساتھ میرے پر وحی نازل
ہوئی ہے کہ مین خدا کا رسول ہون ۔ کیونکہ ہماری
تمام بحث وحی نبوت مین ہے جسکی نسبت یہ ضروری
ہے کہ بعض کلمات پیش کرکے کہا جاوے کہ یہ خدا کا
کلام ہے جو ہمارے پر نازل ہوا ہے ۔ پہر بعد اسکے

یہ ثبوت دینا چاہئے کہ جو تیئیس ۲۳ برس تک کلام الٰہی پیغمبر
نازل ہوتا رہا وہ کیا ہے جس سے پتہ لگ سکے کہ
تیئیس برس تک متفرق وقتوں میں وہ کلام اس غرض
سے پیش کیا گیا تھا کہ وہ خدا کا کلام ہے جبتک ایسا
نہ ہو تب تک بے ایمانوں کی طرح قرآن شریف پر حملہ
کرنا اور آیت لو تقول کو ہنسی میں اوڑانا اون شریروں
کا کام ہے جو صرف زبان سے کلمہ پڑھتے ہیں اور
باطن میں اسلام سے بھی منکر ہیں۔ اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۱

الحمد للہ کہ حضور پر نور مسیح موعود علیہ السلام کا مذہب اور عقیدہ بصراحتہ الخ
اس اقتباس سے معلوم ہو گیا کہ آپؑ کے عقیدہ میں کوئی مدعی
جو جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرے ۲۳ سال تک زندہ نہیں رہ سکتا
پس بہت عمر جس مفسد و کذاب کو نہ ملنے کا اشتہار ۱۵ اپریل
والے میں تمہیداً ذکر کیا ہے اوس سے مدعی نبوت کاذبہ مراد ہے
نہ کہ محض مفتری و کاذب۔ ان بیانات واضحہ کی موجودگی میں بھی
اگر کذاب امرتسری یہی کہتا رہے کہ اشتہار مذکور کی عبارت متنازعہ
میں جس مفسد اور کذاب کو بہت عمر نہ ملنے کا بیان ہے اوس سے
مدعی نبوت کاذبہ یا اوس کا ۲۳ سال تک عمر پانا مراد نہیں بلکہ
اشتہار دینے کی تاریخ سے شمار عمر کیا جانا اور صادق کی زندگی
میں مرنیوالے کا کاذب ہونا مقصود ہے تو اسکے لئے وہ اسی

قسم کی کوئی تحریر اپنے دعوے پر منجانب حضرت اقدس پیش
کرے جس سے صراحتہً ثابت ہو جائے کہ فقرہ متنازعہ کا مطلب
۲۲ سالہ زندگی پانا نہیں۔ مگر فقرہ متنازعہ کو ہی جس سے کہ
دعوی کیا گیا ہے دلیل میں پیش کرنا علم مناظرہ سے بے بضاعتی
اور جہالت کا ثبوت ہوگا۔ کیونکہ امر متنازعہ کو ہی دلیل کردانیا
اصطلاح مناظرہ میں مصادرہ علی المطلوب کہلاتا ہے اگر امرتسری
مناظر اسی متنازعہ اور بحث طلب فقرہ کو جزو دلیل بنانا چاہے
تو پہلے اپنا رسالہ حادث وید مطبوعہ ۱۹۰۳ء کھول کر سامنے
رکھ لے جسمیں لکھا ہے کہ

"ایسے ثبوت کو علم مناظرہ میں مصادرہ علی المطلوب
کہتے ہیں یعنی دعوی ہی کو جزو دلیل بنایا جاوے
افسوس اس فاضل مصنف (بہومکا) نے اسپر غور نہ کیا
کہ یہی فقرہ تو زیر بحث ہے کہ وید کی عمر دنیائی عمر کے
برابر ہے یا کم مگر مصنف موصوف نے اسی کو پہلے اپنی
دلیل کا مقدمہ بنا لیا بلفظہ صہ ۱۳ سطر ۸

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ تم نے جو مرزا صاحب علیہ السلام کی کتابوں
سے اقتباس نقل کئے ہیں وہ اس فقرہ کی شرح نہیں ہو سکتے کیونکہ
فقرہ متنازعہ میں تو کوئی ایسا لفظ ملتا نہیں جسکا یہ مطلب جو تم نے
بیان کیا ہے سمجھا جائے" تو اسکا ایک جواب تو وہ ہے جو اصول

موضوعہ ثنائی نمبر ۶ مندرجہ ترک اسلام سے ہم اسی رسالہ مین بصفحہ ۱۶ دے آئے ہین اور

دوسرا جواب یہ ہے

جسکو امرتسری نے ہماری آسانی کیلئے پہلے ہی لکھہ رکھا ہے۔ دیکھو رسالہ بحث تناسخ مطبوعہ اکتوبر ۱۹۰۰ء جسمین امرتسری لکھتا ہے کہ

ہر ایک کلام کے معنی وہی صحیح ہوتے ہین جو متکلم کی منشاء کے مطابق ہون اور اگر کسی کلام کے ایسے معنی ہون جو متکلم اسکو صحیح نہ جانتا ہو گو اپنی کہینچ تان سے ہم انکو سیدھا بھی کرلین مگر حقیقت مین سیدھے نہین ہونگے کیونکہ متکلم ان معنی سے انکاری ہے (بلفظہ صفحہ ۱۵)

یہ ہم اوپر بالتصریح بتا آئے ہین کہ متکلم یعنی مرزا صاحب علیہ السلام اس سے انکاری ہین کہ یہ ایک مفسد و کذاب صادق کی زندگی مین بغیر مباہلہ ہی مرجاتا ہے یا بجز مدعی نبوت کاذبہ کے کسی اور کاذب و مکذب کو ۲۳ سال تک تکذیب مین مہلت دیاجانا خلاف قانون الہی ہے۔ لہذا جن معنون کو متکلم صحیح نہ جانتا ہو وہ ثنائی کہینچ تان سے اگر سیدھے بھی کرلئے جاوین تو وہ حقیقت مین سیدھے نہین ہونگے۔ ثناءاللہ کا ایسے فقرات سے اپنا الو سیدھا کرنا اوسکی بددیانتی

اور شرارت کی دلیل ہے۔ ورنہ خلاف منشاء متکلم کسی کلام کے
معنی اپنی طرف سے لگا کر اوسپر رائے زنی کرنیکا کسیکو حق ہی کیا ہے
اور خاصکر اس شخص کا تو یہ قطعاً حق نہین جو خود قایل ہو کہ

یہ سب آفتون کی جڑ یہی ہے کہ متکلم سے اسکے کلام
کے معنی دریافت کرنیسے پہلے ہی اسپر رائے
زنی کیجائے اور آپ اسکی شرح کر کے حاشیہ چڑھایا جاوے

بلفظہ تفسیر ثنائی جلد اول حاشیہ نمبر ۷ صفحہ ۴۸

ناظرین! یہ خدا تعالیٰ کا خاص ہمپر فضل ہے کہ ہم ثنائی رگ پٹھے
سے بخوبی واقف ہین۔ اور ہمارا دعویٰ ہے کہ ثنائی علم مناظرہ اور
امرتسری اہلحدیث کے لٹریچر مین ہمین اسقدر دخل ہے جسکے برابر
خود ثناء اللہ کو بھی نہین۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء
بضمن بحث نمبر ۲ دوئم ہم نے لکھا تھا کہ **مفتری علی اللہ** یعنی مدعی
نبوت کاذب اور محض مفتری و مکذب کے ساتھ خدائی سلوک جو
دنیامین ہوتا ہے اسکو بتلاتے ہین سو جھوٹے مدعی نبوت کا حال تو
ہم نے بقدر ضرورت نقل کر دیا ہے اب محض مفتری و مکذب کا حال سناتے ہین

محض مفتری و مکذب سے خدائی سلوک

دنیامین یہ ہوتا ہے کہ اسکو شرارت اور خباثت مین چھوڑ کر
مہلت دیجاتی ہے اوسوقت تک کہ اسکی شرارت و فسق و فجور

کا ور تکذیب کا مادہ پختہ ہوکر اپنے وس انتہائی نقطہ تک نہ پہنچ جائے جسکے بعد وہ مورد غضب الٰہی ہوتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"لیکن ایک ایسا شخص جو اپنے تئیں مامور من اللہ کا دعویٰ کرکے قوم کا مصلح قرار نہیں دیتا اور نہ نبوت اور رسالت کا مدعی بنتا ہے اور محض ہنسی کے طور پر یا لوگوں کو اپنا رسوخ جتلانے کیلئے دعوی کرتا ہے کہ مجھے یہ خواب آیہ یا الہام ہوا اور جھوٹ بولتا ہے یا اسمین جھوٹ ملاتا ہے وہ اس نجاست کے کیڑے کی طرح ہے جو نجاست مین ہی مرجاتا ہے۔ ایسا خبیث اس لایق نہین کہ خدا اسکو یہ عزت دے کہ تو نے اگر میرے پر افترا کیا تو مین تجھے ہلاک کردونگا بلکہ وہ بوجہ اپنی نہایت درجہ کی ذلت کے قابل التفات نہین کوئی شخص اسکی پیروی نہین کرتا کوئی شخص اسکو نبی یا رسول یا مامور من اللہ نہین سمجھتا۔"
بلفظہ اربعین نمبر ۳ صفحہ

پھر ایک دوسرے مقام پر مکذبین و مکفرین و منکرین رسل کو مہلت دئے جانیکا بدین کلمات اظہار فرماتے ہین کہ

ولقد استھزیٔ برسل من قبلك فامليت للذين كفروا ثم اخذتهم فكيف كان عقاب یعنی پہلے بھی رسولوں پر ٹھٹھا کیا گیا پس ہم نے

اُن کافرون کو جو ٹھٹا کرتے تھے **مہلت** دی پھر جب وہ اپنے ٹھٹے مین کمال تک پہنچ گئے۔ تب ہم نے انکو پکڑ لیا اور لوگون نے دیکھ لیا کہ کیونکر ہمارا عقاب اُن پر وارد ہوا اور پھر فرمایا ہے ومکروا مکراً ومکرنا مکراً وھم لا یشعرون یعنی کافرون نے اسلام کے مٹانیکیلئے ایک مکر کیا اور ہم نے بھی ایک مکر کیا یعنی یہ کہ انکو مکاریون مین **بڑھنے دیا** تاکہ وہ ایسے درجہ شرارت پر پہنچ جائین کہ جو سنتہ اللہ کے موافق عذاب نازل ہونیکا درجہ ہے" بلفظ الشریف انوار الاسلام صفحہ ۱۴۱

آیت اول مندرجہ اقتباس منقولہ کا ثنائی تفسیر مین حسب ذیل بیان ہے

"یہ بگاڑ کفار کا کچھ تجھ ہی سے نہین بلکہ تجھ سے پہلے کئی ایک رسولون سے ہنسی اوڑائی گئی پھر مین (خدا) نے کافرون کو **مہلت دی** کہ اتنے وقت مین جو چاہین کرلین مگر وہ باز نہ آئے پس مین نے انکو خوب پکڑا پھر میرا عذاب ہوا" بلفظ تفسیر ثنائی جلد چہارم صفحہ ۱۶۷

خدا تعالیٰ مکذبین کے حق مین ایک جگہ فرماتا ہے کہ

والذین کذبوا بایتنا سنستدرجھم من حیث لا یعلمون۔ واملی لھم

ان کیلئے متین نادہ ہے۔ اور جو لوگ ہمارے حکموں سے
منکر ہیں ہم انکو بتدریج ایسے راستہ سے جسے وہ نہیں
جانتے جہنم کی طرف کھینچینگے اور اب تو مین انکو ڈھیل
دے رہا ہون یقیناً سمجھو کہ میرا داؤ بڑا ہی مضبوط ہے۔
بلفظہ تفسیر ثنائی جلد سوم صفحہ ۱۸۳

عبارات منقولہ بالا سے گو یہہ امر روشن ہو گیا کہ برائے قانون خداوندی مکذب اور مفتری سے جو کہ مدعی الہام و ماموریت نہ ہو خدا کا قانون یہ ہے کہ اسکو اسکی شرارت مین اس غرض سے کہ اسکا پیالہ لبریز ہوجائے ڈھیل اور مہلت دیجاتی ہے مگر ہم مناسب سمجھتے ہین کہ اس جگہ وہ خاص اقرار امرتسری مکذب اور اسکے حاشیہ نشینون کا جو مقدمہ ہذا مین بجواب استغاثہ مستغیث بذریعہ اخبار اہلحدیث پیش ہوا تھا نقل کرکے اسکے متعلق بھی ضروری بحث کر جائین۔

معزز ناظرین! آپ کو یاد ہوگا کہ امرتسری نے جو جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل ۰۷ء کا دیا تھا اوسمین اور اسکے بعد بھی امرتسری نے بہ تصدیق خود اشتہار ثنا زندہ کے اس فقرہ پر کہ "مین جانتا ہون مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہین ہوتی" مندرجہ ذیل حاشیہ لکھا تھا جسکو پہلے ہم کئی جگہ نقل کر چکے ہین مگر ضرورتاً یہان پھر نقل

کرتے ہین اور ساتھ ہی خطوط وحدانی کے اندر اسپر ریمارک
کرینگے - وہو ہذا

"آپ اس دعوے مین (کہ مفسد اور کذاب کی بہت
عمر نہین ہوتی) قرآن شریف کے صریح خلاف کہہ رہے
ہین (یہ تمہاری جہالت اور دین سے بیخبری یا حق کی
مخالفت کا نتیجہ ہے کہ حضور پرنور کے منشار کے خلاف
اپنی طرف سے ہی ایک معنی قرار دیکر جس سے متکلم
بوجوہات مندرجہ صدر انکاری ہے اوس دعوے کو
جو عین مطابق قرآن ہے خلاف قرآن کہکر اظہار حماقت
کیا - مرزا صاحب کا منشاء اوس مفسد اور کذاب کو لمبی
عمر نہ ملنے کا ہے جو جھوٹا ملہم اور مامور من اللہ ہے
نہ کہ محض مکذب اور مفسد کیونکہ حضور انور خوب جانتے
تھے کہ مسیلمہ کذاب اور خود آپکی زمانے مین شیخ دہلوی اور
گنگوہی وغیرہ باوجود مفسد اور کذاب ہونیکی بڑی عمرین
پاگئے ہین - احمدی) قرآن تو کہتا ہے کہ بدکارون کو
خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے (مرزا صاحب علیہ السلام
بھی اون بدکارونکو جنکی بابت قرآن نے مہلت دیا جانا
فرمایا ہے مہلت ملنا مانتے ہین جیسا کہ اوپر اربعین اور
انوار الاسلام سے ہم حضرت اقدس کا یہ مذہب نقل کرچکے

ہین ۔ (احمدی) سنو من کان فی الضلالتہ فلیمد د لہ الرحمٰن مدا اور انما نملی لہم لیزدادوا اثما اور دیمدہم فی طغیانہم یعمہون وغیرہ آیات تمہاری اس دلیل کی تکذیب کرتی ہین ۔ (تم جاہل ہو اور سخت بیوقوف تمہین اتنی بھی تمیز نہین کہ دعوی اور دلیل مین فرق کر سکو حضرت مہدی علیہ السلام نے اسجگہ کوئی دلیل مفسد اور کذاب کو بہت عمر نہ ملنے کی بیان نہین فرمائی صرف اپنا عقیدہ ظاہر کیا ہے جو بجائے خود ایک دعوے ہے نہ کہ دلیل لہذا تمہارا یہ کہنا کہ قرآنی آیات تمہاری اس دلیل کی تکذیب کرتی ہین سراسر جہوٹ و رحماقت ہے حالانکہ شروع مین خود تم نے اسکو دعوے کہہ کر اپنی تکذیب خود ہی کر دی ہے ۔ باقی یہ امر کہ تمہاری آیات منقولہ سے حضرت اقدس کا دعوی رد ہوتا ہے بالکل لغو ہے ان آیات مین تمہارے جیسے مکذب اور مفسدون کو بہت عمر اور مہلت ملنے کا قانون بتایا گیا ہے نہ اوس مفسد کو جو الہام و نبوت کا جہوٹا دعوی کرنے والا ہے الحمدللہ اور سنو ابل متعنا ھؤلاء وآباءھم حتی طال علیہم العمر جسکے صاف معنی ہین کہ خدا تعالی جہوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگون کو لمبی عمرین دیا کرتا ہے تاکہ وہ اس

مہلت مین اور بھی بڑے کام کرلین۔ (ہم بھی تو یہی مانتے
ہین کہ اس آیت یا ایسی دیگر آیات مین جن مفسدون اور
نافرمانون کو لمبی عمر اور مہلت دیا جانا بیان ہوا ہے وہ
تمہارے جیسے نافرمان اور مفسد ہین جنکا کام استہزا بالرسل
ہوتا ہے نہ کہ مفتری علی اللہ آیت منقولہ کو اوپر سے پڑہو
تو تم کو معلوم ہو جائیگا کہ جنکو بہت عمر ملنے کا اس آیت
مین ذکر ہے وہ مکذبین رسل و مشرکین ہین نہ کہ تقول علی اللہ
کرکے الہام کا جہوٹا دعوی کرنیوالے۔ احمدی) پہر تم
کیسے من گہڑت اصول بتلاتے ہو کہ ایسے لوگون کو
بہت عمر نہین ملتی" (تم بڑے بوجہہ بجہکڑ ہو کہ اپنی جہالت
پر نہین روتے کہ مدعی یعنی مرزا صاحب کا منشاء تو اون لوگون
کو بہت عمر نہ ملنے کا ہے جو مفتری علی اللہ ہون جیسا کہ اربعین
سے ہم مدعی کا مذہب نقل کر آئے ہین اور تم وہ آیات نقل
کرکے معارضہ کرتے ہو جنمین محض مفتری اور مکذب اور مفسد
اور نافرمان کو بہت عمر اور مہلت دیے جانیکا بیان ہے
اور دونون مین جسقدر فرق ہے وہ خود آیات محولہ سے
ہی ظاہر ہو رہا ہے باوجود اس حماقت کے مدعی کے
قرآنی اصول کو تو من گہڑت بتاتے ہو اور شرارت سے
جن آیات مین اپنا منہہ دیکہتے ہو اون سے معارضہ کرکے

اپنی جان چھڑاتے ہو جو چھوٹ نہیں سکتی۔ احمدی)
یہ ہے امرتسری مفسر کی قرآن دانی۔ کہ مرزا صاحب علیہ السلام کو ایسے کذاب کو بہت عمر نہ ملنے کے مدعی ہیں جو مفتری علی اللہ ہو اور امرتسری ایسے کاذبوں کا ذکر کر کے معارضہ کرتا ہے جو مکذب رسل اور منافق در شرک ہوں ؎ ببین تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا۔ کوئی یہ نہ کہے کہ ۲۶ اپریل کے اہلحدیث میں حاشیہ ہے وہ سب ایڈیٹر کیطرف سے ہے ثناء اللہ اوسکا جوابدہ نہیں۔ ایسا خیال بھی نہ کرنا ثناء اللہ کا یہ مسلمہ اصول ہے۔ اور اسکی تصدیق وہ کر چکا ہے چنانچہ ۱۰ مئی سنہ ۱۹۰۷ کے اہلحدیث میں بصفحہ ۶ خود ایک آیت ان میں سے لکھتا ہے کہ "ہم قانون خداوندی ونمدھم فی طغیانھم یعمھون۔ پر نظر ڈالکر (مرزا صاحب کی وفات کے) ایسی جلدی کے متوقع نہ تھے جتنی جلدی کی خبر ہمکو آج ہمارے دوست (سگ سندر دیر اوشنعل) ڈاکٹر عبد الحکیم خان نے سنائی ہے" علاوہ ازیں اسی نوٹ مندرجہ حاشیہ اہلحدیث ۲۶ اپریل سنہ کی نسبت ثنائی اقرار یہ ہے کہ

"میں اسکو صحیح جانتا ہوں اور اسکو مرزا کے حق میں سمجھتا ہوں کیونکہ وہ صرف اس اصول کے توڑنے کو تھا کہ مفتر در کذاب کی عمر بہت نہیں ہوتی" بلفظہ اہلحدیث ۱۴ جولائی سنہ صفحہ ۳

پیارے ناظرین آئیے ہمکو ہم **ثنائی حیائی** کا ایک اور نمونہ دکھاویں

منقولہ بالا عبارت لکھنے کے بعد امرتسری جہل مرکب کہتا ہے کہ
یہ اسکی (یعنی مفسد کو بہت عمر نہین ملتی) تردید یون تھی کہ
مفسد اور کذاب کی **عمر کبھی** بہت ہو جاتی ہے چنانچہ
خود مرزا کی عمر بقول اسکے چہتر سال کی ہوئی حالانکہ
حدیث مین آیا ہے اعمار امتی بین ستین و سبعین وقل
من یجوز یعنی امت محمدیہ کی عمر ساٹھ ستر کے درمیان
ہوگی اور بہت کم اس سے آگے بڑھینگے مرزا کی عمر
اس حدیث اور طبی قاعدہ سے بھی طبعی عمر سے بڑھ گئی
تھی پس وہ یمدھم فی طغیانھم یعمھون کی ذیل مین آگیا
اور مین تو ابھی پورے چالیس سال کا ہوا ہون پھر کیونکر
کوئی دانا کہہ سکتا ہے کہ میری عمر اسوقت تک بہت
لمبی ہوئی ہے (آئندہ کی خبر نہین) .... پس سمجھو کہ میری
چالیس سالہ عمر کے مقابلہ پر بقول مرزا چہتر سالہ عمر
پانیوالا بڑی عمر پاگیا اور یہی اوس نوٹ کا مطلب
تھا کہ جھوٹے بھی کبھی عمر طبعی سے بڑھ جاتے ہین
" بلفظ اہلحدیث ۱۳ جولائی ۰۲ء

ناظرین! شاید آپ اس تنائی یا دوسرائی کو نہ سمجھے ہون جسمین
کذاب اثنہ امرتسری خودسر نے ناقابل معافی شرارت سے کام
لیکر پوری بیحیائی برتی ہے اسلئے ہم آپکو اسکی تار تار کرکے

اصلیت دکہادیتے ہین۔ سنئے۔ امرتسری کہتا ہے کہ ۲۶ر اپریل کے اہلحدیث والے نوٹ کا صرف یہ مطلب تھا کہ "جہوٹے بہی کبہی کبہی عمر طبعی سے بڑہ جاتے ہین" چنانچہ مرزا صاحب کی عمر بقول خود ۷۵ سال کی ہوئی حالانکہ حدیث مین امت محمدیہ کی طبعی عمر ۶۰-۷۰ کے درمیان بتائی گئی ہے چونکہ مرزا صاحب کی عمر اس حدیث اور طبی قاعدہ سے (جو ثنائی طب مین ہے) بہی طبعی عمر سے بڑہ گئی تھی پس وہ یمدھم فی طغیانھم یعمھون کی ذیل مین آگئے"

یہ ہے ثنائی حدیث دانی اور قرآن خوانی کہ کس قابلیت سے حدیث اعمار امتی بین ستین وسبعین کی مطابقت آیت یمدھم فی طغیانھم یعمھون کے ساتھ کر دکہلائی ہے۔ کہ گویا ۷۰ سال سے متجاوز عمر والا انسان طبعی عمر سے بڑہجاتا ہے اور یہ درازی عمر اسکے کاذب ہونیکی دلیل ہے اور ۷۰ سے زیادہ سال عمر پانیسے وہ آیت یمدھم فی طغیانھم یعمھون کی ذیل مین آجاتا ہے اسکو یاد رکہئے اور ذیل مین اسی حدیث کے خلاف ثناءاللہ کے روحانی بالون کی عمرونکو ملاحظہ فرمائیے جسکو فخریہ طور پر امرتسری نے مرقع اگست سنہ ۶ء کے صفحہ ۴۰۵ پر اس طرح لکھا ہے کہ

"محدث دہلوی ایکسو دس سال کی عمر مین اور
محدث گنگوہی اسّی سال کی عمر مین انتقال ہوئے
"اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ اعمار امتی بین ستین و سبعین"

قل من یجوز میری امت کی عمرین ساٹھ ستر سال کے
درمیان ہونگی بہت کم آگے بڑہینگے۔ دونون بزرگوار
عام عمر طبعی سے بہت آگے بڑہکر انتقال ہوے" بلفظہ

اب اشر الناس امرتسری خناس سے کوئی پوچھے کہ حضرت مرزا
صاحب علیہ السلام کا اس حدیث کے مطابق ۷۰ سال سے متجاوز
ہو جانا تو یمدھم فی طغیانھم یعمھون مین داخل ہے مگر دہلوی اور گنگوہی
کا اس حدیث اور طبعی عمر سے بہت آگے بڑہ جانا بل متعنا ھؤلاء
واباء ھم حتی طال علیھم العمر اور انما نملی لھم لیزدادوا اثما
کے مصداق ہونیسے ثنائی قاعدہ مانع ہے دیکھا او مکار!

لایحیق المکر السیئ الا باھلہ کا نظارہ کہ
تو آپ اپنے دام مین صیاد آگیا

آگے چلیئے دوسری بات امرتسری یہ کہتا ہے کہ
"وجاجلہ نے اصل درازی اور تاخیر موت مین دانستہ
یا جہالت سے تمیز نہین کی نوٹ مذکور کا مطلب اصل
درازی سے تھا جو مرزا کو حاصل ہو چکی یہ نہ تھا کہ مقابلہ
مین بوقت تحدی جھوٹے کی زندگی سچے سے کم ہوتی ہے
" صفحہ ۲

شیر السلام۔ یہ کذاب اشر امرتسری خود سر کی جہالت ہے کہ متکلم
کے منشاء کے خلاف کل عمر کی درازی مراد بتاتا ہے خدائی قانون

میں اور تکلم کے عقیدہ میں درازی عمر سے مراد افترا علی اللہ
کے دن سے بعد عمر کی درازی ہے اور عقل سلیم بھی اسکو تسلیم کرتی
ہے کہ سزا کا وقت تب ہی آنا چاہئیے جبکہ کوئی مجرم کسی جرم کا ارتکاب
کرے نہ کہ ارتکاب جرم سے پہلے ہی میعاد سزا شروع ہو جائے
پس مفتری علی اللہ اسوقت سے مستوجب سزا قرار پاتا ہے
جب سے کہ وہ تقول علی اللہ کے جرم کا مرتکب ہوتا ہے
نہ کہ قبل سے ہی اور اوسکی سزا جو قطع الوتین یا ہلاکت یا عدم درازی
عمر ہے وہ یوم افترا سے محسوب ہونی اور وارد ہونی چاہئیے نہ کہ
یوم تولد سے۔ لہذا اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ متقول علی اللہ کو یوم
تقول سے بہت عمر نہیں ملتی اگر وہ مثل مدعیان نبوت صادقہ ادعاء
الہام و ماموریت کے دن سے لیکر دم وفات تک عمر پا جائے
تو صادق ہوگا اور اگر مثل مدعیان نبوت کاذبہ یوم افترا علی اللہ سے
ہلاکت کے دن تک چند سال میں سزا قطع الوتین کا سزاوار قرار
پائے تو کاذب ہوگا۔ ایسا ہی مکذب و محض مفتری کو سمجھو کہ اوسکی
مہلت کا شمار زیر قانون الہی انما نملی لہم لیزدادوا اثما اور ومن کان فی
الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمن مدا یوم تکذیب و افترا
سے شروع ہوگا سو اسکے مطابق مغرور و مغلوب دشمن کو تکذیب
کے دن سے مہلت ملنی شروع ہوئی ہے جسکی میعاد انشاء اللہ
قریب الختم ہے اور پیمانہ مہلت کاذب لبریز ہو گیا ہے عنقریب آسمان

سے وارنٹ گرفتاری آنیوالا ہے

رہا مکذب کا یہ دعوی کہ "اصل درازی عمر مرزا کو حاصل ہو چکی جس سے کہ وہ آیات پیش کردہ جواب دعوی مدعا علیہ کے مصداق ٹھیر گئے" بالکل باطل ہے۔ نہ ان آیات کا تعلق مرزا صاحب علیہ السلام سے ہے کیونکہ آپ مدعی نبوت و رسالت والہام تھے اور یہ آیات محض مفتری اور مکذبین کے متعلق ہین اور نہ آپ کی عمر ایسی درازی کی مصداق ہے جو کاذبون کیلئے مقرر ہے۔ البتہ ایکسو دس سال کا دہلوی حنفی طال علیہم العمر کی ذیل مین بری طرح داخل ہو گیا جسکا جواب نہین ۵

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را　　چندان امان نہ داد کہ شب را سحر کند

بعد ازین ہم ناظرین کو پھر اصل کلام کی طرف لیجاتے ہین کہ محض مفتری اور مکذب کو حسب قانون خدائی مسلمہ فریقین دنیا مین مہلت اور ڈھیل ملتی ہے جس سے کہ وہ اُس حد تک پہنچ جائے جو اوسکو قعر جہنم مین جلد گرا دے۔ اور اس مضمون کے ساتھ ہی تنقیح دوم بھی منفصل ہو گئی کہ ۱۵ اپریل والے اشتہار مین جس مفسد اور کذاب کو لمبی عمر نہ ملنے کا ذکر ہے اوس سے ایسے کذاب اور مفسد مراد ہین جو جھوٹے مدعیان ماموریت و نبوت ہوں اور اس دعوے پر وہ ۲۳ سال تک عمر نہین پا سکتے بلکہ بہت جلد یوم افترا علی اللہ سے قتل و ہلاک کر دیئے جاتے ہین۔

تنقیح سوم۔ اگر مرزا صاحب کا یہ مذہب ہے کہ ہر ایک
مفسد اور کذّاب کا صادق کی زندگی مین مرجانا ضروری
نہین تو پھر یہ کیون لکھا کہ ’’اگر مین مفتری ہون تو ثناء اللہ
کے سامنے ہلاک ہوجاونگا اور اگر ثناء اللہ کاذب ہے
تو میری زندگی مین طاعون سے ہلاک ہوگا۔ ورنہ مین
خدا کی طرف سے نہین‘‘ کیا اس سے ثابت نہین ہوتا
کہ خاص اس مقدمہ مین مرزا صاحب نے یہ معیار صدق
ٹھیرالیا ہو؟

اس تنقیح کا بار ثبوت بھی وہابی گروہ امرتسری کے ذمہ ہے وہ
یہ ثابت کرے کہ ثنائی مقدمہ مین مرزا صاحب علیہ السلام نے
اپنے تمام عقاید منقولہ رسالہ ہذا کے خلاف بغیر مقابلہ ومباہلہ ہی
کاذب کی موت کو صادق کے صدق کی علامت یا معیار ٹھیرالیا تھا
جبتک یہ ثبوت نہین ملتا ثنائی پارٹی کے حق مین تنقیح سوم کا فیصلہ
بھی نہین ہوتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس فقرہ مندرجہ تنقیح
سوم مین صرف اوس نتیجہ کا بیان ہے جو بصورت منظوری اُس دعاء
مباہلہ کے جو تمہید مذکورہ سے آگے درج ہے پیدا ہوتا۔ یہ فی نفسہ
نہ کوئی دعا ہے نہ پیشین گوئی۔ اسی لئے ساتھ ہی حضور انور نے
ظاہر کر دیا کہ یہ بذریعہ الہام یا وحی بطور پیشین گوئی نہین کہا گیا
لہذا اس تنقیح کو بھی بحق مدعی برخلاف مدعا علیہ فیصلہ کیا جاتا ہے۔

اور تمہید مندرجہ اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کا بیان یہان ختم کر کے
تمام گذشتہ تقریر کا خلاصہ عرض کر دیتے ہین

خلاصہ ہماری تمام گذشتہ تقریر کا

یہ ہے کہ تمہید مین حضرت مسیح علیہ السلام نے ثناء اللہ کو خاطب کر کے فرمایا ہے کہ مین بحضور رب العالمین تمہارے ساتھ فیصلہ کیلئے یہ درخواست پیش کرتا ہون جسمین دعاء مباہلہ بھی ہے اور درخواست فیصلہ بھی اگر تم نے دعاء مباہلہ کو بلاچون وچرا منظور کرلیا تو لاریب یہ نتیجہ ہوگا کہ صادق کی زندگی مین کاذب طاعونی موت سے ہلاک ہو جائیگا۔ اور جس مفسد کو بہت عمر نہ ملنے کا ذکر فرمایا ہے اوس سے وہ مفسد مراد ہے جو مدعی الہام و نبوت کاذب ہو جیساکہ اگلے فقرہ مین اوس مفسد کا پتہ بھی بتادیا کہ کس قسم کا مفسد اور کذاب بہت عمر نہین پاتا اور وہ فقرہ یہ ہے جو کہ اسکے متصل ہی واقع ہے کہ "وہ اوسکا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تاکہ خدا کے بندون کو تباہ نہ کرے" یعنی جھوٹے الہام سنا سنا کر اور جھوٹی نبوت کا دعوی کے باعث گمراہی مخلوق خدا نہ ہووے اس توضیح نے تشریح کردی کہ مرزا صاحب علیہ السلام کی مراد مفسد اور کذاب سے کس قسم کا کذاب ہے۔ پس تمہید مین بجز اسکے کہ بروئے قانون الہی مفسد کے متعلق اپنے عقیدہ

کا بیان ہے یا دعاء مباہلہ مندرجہ اشتہار کی منظوری پر جو نتیجہ
ہوتا اوسکا ذکر ہے۔ اور کچھ نہین۔ بدینصورت تمہید کی عبارت
سے کسی قسم کا استدلال فریق مکذب کی بیہودگی پر دال ہے
تمہید سے آگے ایک دعا ہے جسکے لئے یہ تمہید لکھی گئی اور وہ

دعاء مباہلہ ہے

جو یہ ہے کہ مین خدا سے دعا کرتا ہون کہ اے میرے مالک بصیر
و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے
اگر یہ دعوے مسیح موعود ہونیکا محض میرے نفس کا افترا ہے
اور مین تیری نظر مین مفسد اور کذاب ہون اور دن رات افترا کرنا
میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک مین عاجزی سے
تیری جناب مین دعا کرتا ہون کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی
زندگی مین مجھے ہلاک کر اور میری موت سے اُنکو اور اُنکی جماعت
کو خوش کر دے آمین۔"

"مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ
ان تہمتون مین جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہین تو مین عاجزی سے
تیری جناب مین دعا کرتا ہون کہ میری زندگی مین ہی انکو نابود کر۔
مگر نہ انسانی ہاتون سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ
سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو

اور میری جماعت کے سامنے اُن تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جنکو وہ فرض منصبی سمجھکر ہمیشہ مجھے دکھہ دیتا ہے۔ آمین یارب العالمین،، بلفظہ اشتہار ۱۵ اپریل سنہ

اس دعاء مباہلہ کی منظوری پر جو نتیجہ ہوتا وہ اوپر تمہید مین اسطرح ظاہر کر دیا گیا تھا کہ ''اگر مین کذب اور مفتری علی اللہ ہون تو مین ثناء اللہ کی زندگی مین ہلاک ہو جاونگا اور اگر ثناء اللہ کذاب ہے تو وہ طاعون سے میری زندگی مین ہلاک ہوگا،، بلا منظوری مباہلہ ایسا ہونا قطعاً جایز نہین۔

اس دعا کے دعاء مباہلہ ہونیسے کوئی سلیم الحواس انکار نہین کرسکتا۔ حتیٰ کہ خود ملزم امرتسری بھی تسلیم کرتا ہے کہ یہ دعاء مباہلہ ہے چنانچہ اپنے مرقع جون سنہ مین دجال قادیانی پر **میرے مباہلہ** کا اثر نمبر ۲،، کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے جسمین پوری کذب بیانی سے کام لیتا ہوا ثابت کرنے بیٹھا ہے کہ مرزا صاحب نے ۱۵ اپریل سنہ کو میرے ساتھ جو **مباہلہ** کا اشتہار شایع کیا تھا اسکو ایک سال گذر چکا اور اجتک کوئی اثر اوسکا مجھپر نہین ہوا۔ حالانکہ مرزا صاحب کا عام اصول ہے کہ جو **دعا بطور مباہلہ**[ل] کے کیجاوے اُسکا اثر ایک سال تک ہوتا ہے ایک سال سے تجاوز نہین ہوتا

[ل] لعنۃ اللہ علی الکاذبین

(۱) "ان واقعات کو ملحوظ رکھکر کوئی دانا کہہ سکتا ہے کہ مرزاجی کی **دعاء مباہلہ** کا اثر کچھہ ظاہر ہوا" بلفظہ مرقع بقدر الضرورت صفحہ ۱۹

(۲) مولانا ابو الوفا کے ساتھ **مباہلہ کا اعلان** کیا تو اسکا برا اثر بھی آپ ہی پر پڑتا رہا" صفحہ ۲۴

جب ملزم کی زبان سے بہی ۱۵ اپریل والے اشتہار کی دعا کا دعا مباہلہ ہونا ثابت ہو گیا تو اب ہم پوچھتے ہین کہ اگر امرتسری کاذب اسکو بلا چون و چرا قبول کرلیتا تو مباہلہ ہوجاتا یا نہین؟ بیشک اسپر دستخط کر دینے سے مباہلہ کی تعریف مسلمہ ثنائی کہ "مباہلہ کے اصل معنی یہ ہین کہ فریقین بالمقابل ایک دوسرے کے حق مین بد دعا کرین" مرقع اکتوبر شنہ صفحہ ۲۴ صادق آجاتی اور مباہلہ جب اپنے اصل معنون سے پورا ہو جاتا۔ تب وہ نتیجہ جو تمہید مین بتایا گیا تھا کہ کاذب صادق کی زندگی مین طاعون سے ہلاک ہوگا ضرور مترتب ہوتا۔ مگر افسوس کہ بزدل شیر قالین نے اس سے بری طرح جان بچائی اور مقابلہ مین نہ آیا دعاء مباہلہ کے بعد اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل سنہ مین بحضور رب العالمین احکم الحاکمین

عرض حال ہے

مجھ یہ ہے کہ دین مین انکے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا

مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی (یعنی ثناء اللہ علیہ ما علیہ کی) بدزبانی حد سے گذر گئی وہ مجھے اُن چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جنکا وجود دنیا کیلئے سخت نقصان رسان ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما لیس لک بہ علم پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا ہے کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے ۔ بلفظہ اشتہار مذکور اسجگہ یہ امر نہایت قابل توجہ ہے کہ تمہید میں تو صرف ثناء اللہ کو خطاب کر کے اسکی شرارتوں اور بدزبانیوں کا بیان کیا ہے اور بعد اظہار شرارت ہا ثنائی شریر کو ہی مخاطب کر کے بتایا گیا ہے کہ اب میرا اور تیرا فیصلہ مباہلہ سے ہوگا بشرطیکہ شریر منظور کر لیتا اور یہ ایک عجیب نکتہ ہے کہ تمہید میں کسی جگہ بھی خیر الفاتحین احلم الحاکمین سے روئے سخن نہیں جس سے مضمون تمہید کے

دعا یا پیشین گوئی ہونے پر اشارہ ہی نکل سکے اور بعد دعا مباہلہ
تمام خطاب رب قدیر سمیع و بصیر سے ہے جسکو عرض حال سے
ہم نے موسوم کیا ہے اور عرض حال ختم کرتے ہی درخواست
برائے فیصلہ کیگئی ہے اس سے یہ امر بخوبی ظاہر ہو جاتا ہے
کہ تمہید صرف دعاء مباہلہ سے متعلق ہے اور عرض حال کا تعلق
درخواست فیصلہ سے ہے اور یہ دونون صورتین ایک دوسری
سے علیحدہ ہین - اور یہ اس بنا پر ہین کہ حضرت مسیح موعود علیہ
السلام نے اول دعاء مباہلہ پیش کی اور ساتھ ہی خیال فرمایا
کہ اگر امرتسری مکذب نے اپنی قدیم عادت کے مطابق مباہلہ سے
گریز کرکے اسپر دستخط نہ کئے تو پھر یہ مقدمہ جون کا تون ہی رہا
اور نتیجہ کچھ بھی نہ نکلا - اسلئے آپنے دوسرا طریق یہ سوچا کہ اپنے
مالک و حاکم حقیقی الحی القیوم خدا سے اپنا حال عرض کرکے اس
مقدمہ مین خدائی فیصلہ کیلئے اپنی ہی درخواست پیش کر دی تاکہ
مکذب اگر مباہلہ سے انکار کر جاوے تو خدائے قادر و توانا میری
درخواست فیصلہ کے ذریعہ خود ہی فیصلہ فرمائے - غرضیکہ کسی
پہلو سے راہ گریز و فرار دسیہ مکار امرتسری عیار کیلئے نہین
چھوڑی - اگر مباہلہ منظور کرے تو طاعون کا لقمہ ہو اور مباہلہ
سے فرار ہو تو خدائی فیصلہ کا شکار ہو اسی بنا پر اس اشتہار
کا نام "مولوی ثناءاللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ" رکھا جسکے بعد ثنائی مقدمہ مین مزید

قیل وقال کی ضرورت ہی نہ رہے - آخرکار یہی ہوا کہ گو مباہلہ
کو نامنظور کرکے اوس طاعونی موت سے تو جو مدعی کی حیات مین
اسپر وارد ہوتی بچ گیا لیکن خدائی فیصلہ سے جو مطابق قانون
الہی - من کان فی الضلالة فلیمدد له الرحمن مدا اور ہمیشہم فی
طغیانہم یعمہون صادر ہوا جسمین فریقین کو عذر وانکار نہ تھا اور مسلمہ طرفین
ہے نہ بچ سکا جسکا مفصل بیان آگے آئیگا انشاء اللہ الغرض خدا
کے حضور مین اپنا حال عرض کرنیکے بعد معاہدہ درخواست پیشکی جو

درخواست فیصلہ ہے

اور وہ یہ ہے "اسلئے (کہ ثناء اللہ اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا
ہے جو تو نے اے میرے آقا اپنے ہاتھ سے بنائی ہے) اب
مین تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب
مین ملتجی ہون کہ مجھ مین اور ثناء اللہ مین سچا فیصلہ فرما" بلفظہ الشریف
اور پھر خدا کے فرمائے ہوئے الفاظ مین بھی اپنی درخواست
فیصلہ کو مزین فرمایا چنانچہ لکھا کہ

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین

یہ درخواست برائے صدور فیصلہ پیش کرنے کے بعد
صورت فیصلہ کے متعلق اپنی تمنا اور خواہش کا بدین الفاظ
اظہار کیا جو محض مدعی کی ایک

استدعا ہے

اور وہ یہ ہے کہ جو جھوٹا مکار دین عقیدت میں مفسد اور کذاب ہے اسکو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ بلفظہ

التحریف

ناظرین! یہ ایک جملہ انشائیہ ہے جسکو امرتسری مکذب حواس باختگی سے جملہ خبریہ کہکر اپنے ہمخیالوں کو ضلالت کے گڈھے میں اور بھی دھکا دیکر گرا دیتا ہے اس استدعا کے اسکے اشتہار کے آخر میں امرتسری مکرم سے

یہ التماس ہے کہ

مندرجہ بالا آخر مولوی صاحب (ثناء اللہ) سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اسکے نیچے لکھدیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ بلفظہ

اس میں تمام مضمون کو اہلحدیث میں چھاپنے کی اسلئے التماس کیگئی تھی کہ ثناء اللہ بیہودہ تحریف کرے ایسا نہ ہو کہ تمہیدی بیانات کو اصلی قرار دیکر یا دعا مباہلہ و فیصلہ الٰہی ظاہر

کرکے دہوکہ دے جیسا کہ اوس نے ہر جگہ اس تحریف کا
پورا ثبوت ہی دیدیا ہے دیکھو مراسلہ ثنائی مندرجہ وطن مورخہ
۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء اوس میں کسقدر تحریف سے لکھا ہے کہ مرزا صاحب
قادیانی نے نرالے فیصلہ کا اشتہار دیا ہے کہ

"میں مولوی ثناء اللہ سے بہت تنگ آگیا ہوں
اس نے مجھے بہت ستایا ہے اسلئے دعا کرتا ہوں
کہ وہ میری زندگی میں ہی طاعون سے نہ مرے تو میں
جھوٹا اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے" بلفظہ

دیکھئے کسقدر تحریف ہے کہ بالکل مضمون کو ہی الٹ دیا کچھ
الفاظ تمہید سے لئے اور کچھ عرض حال سے اور کچھ آخری
التماس سے۔ سب کو خلط ملط کرکے اپنی یہودیت کا بین ثبوت
دیدیا۔ یہ وجوہات تھیں جسکی پیش بندی کیلئے تمام مضمون کو
اہلحدیث میں چھاپنے کی التماس مدعی نے کی تھی۔ الحمد للہ
ہم نے باحسن وجوہ ثابت کرکے دکھلا دیا کہ اشتہار مورخہ
۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چند
امور بیان کئے ہیں جنمیں سب سے اول ایک تمہید[1] ہے پھر
دعائے مباہلہ[2] ہے پھر عرض حال[3] ہے اوسکے بعد درخواست
فیصلہ[4] ہے تاکہ اوس سے تمنا و استدعا[5] ر نوعیت
مفصلہ ہے آخر میں مدعا علیہ سے التماس[6] ہے مگر خود غرض

مکذب بلا امتیاز باوجود ادعا ہمہ دانی و علم و فضل کے سب کو ایک ہی قرار دیکر اپنی مطلب براری چاہتا ہے اور لایعنی طور پر لکھتا ہے کہ

"اگر ہم اس فیصلہ کو مرزا صاحب کی صرف دعا ہی سمجھیں اور ۲۵ اپریل کے بدر کے مضمون سے چشم پوشی بھی کر جائیں تو یہ دعا ایسی نہیں کہ معمولی دعا سمجھی جائے جسکا قبول ہونا نہ ہونا احتمالی ہو"
مرقع اگست ۱۹۰۸ء صفحہ ۴۲

ناظرین! دیکھئے اسمین کسقدر فریب ہے کہ اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل کو اپنے معمولی دروغ سے فیصلہ ہی قرار دیکر انجمن کاذبین کی ممبری نہیں بلکہ سکرٹریت کا اظہار کرتا ہے حالانکہ کئی جگہ بزبان خود اقرار کر چکا ہے کہ اشتہار مذکور مین ایک تو فیصلہ کیلئے دعا ہے اور ایک صورت فیصلہ ہے جیسا کہ مرقع ماہ اکتوبر ۱۹۰۸ء مین بہت سا استہزا کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ

"خدا کا نبی (اس سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہین) اپنے مخالف (اس سے ثناء اللہ مراد ہے) کے ساتھ فیصلہ کی دعا کرے اور صورت فیصلہ شائع کردیے" ملفوظ صفحہ ۲۶

پھر ایک جگہ لکھتا ہے کہ اس اشتہار کے ذریعہ

"مرزا صاحب مجھ مین اور اپنے مین خدائی فیصلہ چاہتے ہین" مرقع ستمبر ۱۹۰۸ء صہ ۵

کسقدر بد دیانتی ہے کہ جس اشتہار کو درخواست فیصلہ اور دعا فیصلہ اور صورت فیصلہ کہہ چکا ہے اسی کو یہان فیصلہ بتاتا ہے کیا یہ دہوکہ دہی اور شرارت یا جہالت ثنائی نہین؟ بہر حال یہ امر مسلم ہے کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے اشتہار مین دعاء مباہلہ علیحدہ ہے اور درخواست فیصلہ جدا اور صورت فیصلہ جدا اور مقصود بالذات اس سے فریقین کے صدق اور کذب کا اظہار ہے نہ کسی کی موت وحیات۔ اسپر ثنائی گواہی چاہو تو وہ بھی موجود ہے۔ مرقع ستمبر ۱۹۰۸ء مین مرتسری تسلیم کرتا ہے کہ

"(۳) یہ اعلان مرزا نے اپنے صدق وکذب کے معیار کیلئے شایع کیا تھا" صہ ۱۹

دوسری جگہ اگست ۱۹۰۸ء مین بھی انتا ہے کہ

"اس فیصلہ سے یہ نہین کہ میرا اور مرزا صاحب کا کوئی ذاتی مقدمہ طے ہوا ہے بلکہ یہ کہ مرزا صاحب کے دعاوی کی جو مین تکذیب کیا کرتا تھا اوس اختلاف کا فیصلہ ہوگیا" بقدر الحاجۃ صہ ۱۰

اب مدعی کی زبان سے ہی جبکہ یہ امر فیصلہ پا گیا کہ اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل مین جو کچھ لکھا گیا ہے اوس سے کسی ذاتی مقدمہ کا فیصلہ مطلب نہین تھا بلکہ اصل مقصود بالذات اس سے فریقین کے صدق و کذب کا اظہار تھا تو اب ہم یہ دکھلاتے ہین کہ

(۱) جس مقصود کیلئے مدعی نے دعا کی تھی وہ حاصل ہوا یا نہین؟

(۲) اگر وہ حاصل ہوگیا تو پھر دعاء مدعی کی قبولیت مین کیا شک رہا؟

ان دونون تنقیحون کے سمجھنے کیلئے ذیل کے سوالات کا صحیح جواب سن لینا ہی کافی ہے

فیصلہ کا کونسا طریق مفید مدعی ہوسکتا تھا؟

الف۔ آیا یہ کہ مدعی یعنی حضرت مرزا صاحب علیہ السلام زندہ رہتے اور مدعا علیہ یعنی ثناء اللہ مرجاتا یا

ب۔ یہ کہ مدعا علیہ زندہ رہتا اور مدعی وفات پاتا یا

ج۔ یہ کہ دونون فوت ہوجاتے؟

ان سوالات کا جواب ہم یہ دیتے ہین کہ بجز وفات مدعی اور حیات مدعا علیہ کے کوئی صورت نہی نہ تھی جسکے وقوع پر مقصود بالذات دعا کا حاصل سمجھا جاتا اور مدعی کی قبولیت دعا پر دلیل قائم ہوسکتی چنانچہ اسکو ہم ایک مکالمہ کی صورت مین بیان کرتے ہین سنئے

مکالمہ مصدق و محقق

مصدق۔ فرض کرو کہ مرزا صاحب علیہ السلام زندہ رہتے اور ثناءاللہ طاعون یا ہیضہ سے ہلاک ہوجاتا تو جناب مسیح موعود علیہ السلام کیا کارروائی اپنی صداقت کے اظہار مین ثنائی طاعونی موت پر کرتے؟ **محقق** اگر حسب تمنا، واستدعا مدعی یعنی مرزا صاحب ثناءاللہ طاعون سے اون کی زندگی مین مرجاتا تو مرزا صاحب اور تم لوگ ان تحریرات اور تقریرات (مندرجہ اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل) کو پیش کرکے (اپنی) سچائی کا اظہار کرتے یا نہ؟ ضرور کرتے!" مرقع اکتوبر ۸ء صفحہ ۲۶

مصدق ثناءاللہ کے مرنے پر مرزا صاحب کس پر اپنی سچائی کا اظہار کرتے آیا اپنی جماعت پر جو نہ ثناءاللہ کے مرنے یا جینے پر مرزا صاحب کی صداقت کا انحصار رکھتی تھی نہ مرزا صاحب کی صداقت کیلئے کسی مزید نشان کی منتظر تھی یا گروہ مکذب پر؟

محقق گروہ مکذب پر جو کہ مرزا صاحب کو صادق نہین مانتا تھا۔

مصدق جبکہ گروہ مکذب کو مرزا صاحب علیہ السلام ثنائی طاعونی موت دکھلا کر اپنی صداقت پر استدلال فرما لیتے تو کیا مکذبین آپکو صادق مان لیتے؟ جبکہ سنت اللہ اسطرح چلی آئی ہے کہ

فی اذا نھم وقرا ط و ان یروا کل آیتہ لا یؤمنوا بہا

انکے کانون مین (ثنائی تحریرونکا) بوجھ ہے کہ نہ سنین اور نہ سمجہین یہ اون کی بدنیتی کی سزا ہے کہ اگر ساری نشانیان اور ہر قسم کے معجزات بہی دیکھہ لین تو نہ مانین گے" (تفسیر ثنائی جلد سوم صفحہ ۵۶) پس اپنی فطرت کے لحاظ سے بموجب آیہ ذیل

وان یروا سبیل الغی یتخذوہ سبیلا

جب گمراہی کی راہ (جسکو ثناء اللہ اہلحدیث اور مرقع مین بنا کر گیا ہے) دیکھہ پاوینگے تو جھٹ سے اسکو ہی اپنی راہ بنا لینگے" عمل کرکے کیا وہ ثنائی تحریرات کو اپنی آڑ نہ بنالے ؟

محقق۔ ہان ضرور ثنائی تحریرونکی آڑ مین مرزا صاحب کی صداقت سے انکار کرجاتے **مصدق**۔ جب مرزا صاحبؑ یہ استہار دیتے کہ او مکذبو! دیکہو میری دعاء مباہلہ کے مطابق امرتسری مرگیا تو فریق مکذب کیا مرقع نمبر اول جلد اول کا صفحہ ۱۱ جواب مین نہ پیش کردیتے جسمین باوجود مباہلہ کرکے مرنیکے بہی مرنیوالیکا کاذب اور زندہ رہنے والیکا صادق ہونا ثناء اللہ نہین مانتا تھا جسکی اصل عبارت ذیل کو وہ ثنائی الفاظ مین پیش کرکے کہتے کہ

(۱) اگر یہ (ثناء اللہ) مباہلہ کرلیتا تو دجال سے خالی نہ تہا یا تو مرزا صاحب کی زندگی مین مرتا تو ثابت ہوتا کہ اونکے مباہلہ یا دعا کا اثر نہین بلکہ وہ (ثناء اللہ) اپنی

اجل سے مرا ہے اور اگر مرزا صاحب کے بعد مرتا
تو کھلی کھلی تکذیب (مرزا صاحب کی) ہوتی" بلفظہٖ صہ۱۱

اس عذر کا جو مرنیوالے لئے پہلے سے تراش رکہا تھا مرزا صاحب کیا جواب دیتے جس سے وہ ملزم ہو جاتے اور ساکت وہ تو مباہلہ کر کے بہی مرتا تب بہی فریق مکذب مرتع کی اس تحریر کی رو سے مرزا صاحب کو صادق نہ مانتا پھر بھلا بغیر منظوری مباہلہ ہی ثناء اللہ کا مرجانا دشمن پر کس طرح حجت قائم کر سکتا تھا؟

تا بکے ثنائی موت اگر طاعون سے واقع ہوتی تو مرزا صاحب یہی اشتہار دیتے کہ او منکرو! دیکھو میری دعا مندرجہ اشتہار ۱۵ اپریل ۰۷ء کے مطابق تمہارا ہیرو طاعون سے مرگیا ہے اب تو مجھے صادق مانو! ایسے اشتہار پر مخالفین اگر جواب دعوی ملزم متوفی مندرجہ اہلحدیث مورخہ ۲۶ اپریل کا فقرہ پنجم پیش کر کے کہتے کہ مرنیوالے نے پہلے ہی نہیں لکھدیا تھا کہ

طاعون سے مرنیوالا بموجب حدیث شریف کے
شہید ہوتا ہے پہر ہم کیوں تمہاری دعا پر بہروسہ
کر کے مرنیوالے کو کاذب جانیں"

وہ تو فاضل سے بہی بذریعہ طاعونی موت افضل ہو گیا ہے۔ تو پہر حضرت مرزا صاحب علیہ السلام ایسا کہنے والوں پر کیوں کر

ثبوت قائم کرتے؟

ثالثاً ثنائی موت پر مرزا صاحب علیہ السلام اپنی صداقت کیلئے جب یہ اعلان کرتے کہ میری دعا فیصلہ کے مطابق ثناء اللہ مر گیا ہے کہو اور تم بدیو! اب بھی مجھے صادق مانتے ہو یا نہیں؟ تو کیا شریر پارٹی اہلحدیث ۲۶ اپریل سے مندرجہ ذیل ثنائی انکار پیش کر کے نہ کہتے۔ کہ مرنیوالے نے تو قبل از موت خود ہی شائع کر دیا تھا کہ

تمہاری یہ دعا کسی صورت سے فیصلہ کن نہیں ہو سکتی
اور یہ تحریر تمہاری مجھے **منظور نہیں** نہ کوئی دانا اسکو
منظور کر سکتا ہے"

پس بھلا ایسا فیصلہ جو کسی صورت میں فیصلہ کن اور مسلم ملزم نہ تھا کس طرح قابل تسلیم ہو سکتا ہے؟ تو مرزا صاحب اسکا کیا جواب دیتے جس سے شریر گروہ ملزم ہو جاتا؟

رابعاً اگر ثنائی موت پر مرزا صاحب علیہ السلام یہ اعلان کرتے کہ او بد انجام مکذبو! دیکھو جھوٹے مفسد کو لمبی عمر نہیں دی گئی اور وہ صادق کی زندگی میں نامراد ذلت کے ساتھ مر گیا اور میں زندہ ہوں۔ اب تو مجھے صادق مان لو۔ تو کیا ثنائی پارٹی ۲۶ اپریل کے اہلحدیث کے حاشیہ کو پیش کر کے نہ کہتے کہ انہوں نے تو پہلے ہی قانون خدائی کی دفعات کا حوالہ دیکر لکھ دیا تھا

کہ خدا تعالیٰ جھوٹے دغاباز مفسد اور کذاب کو بموجب قانون
مقررہ خود (۱) مَن کانَ فِی الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمن مدا
(۲) انما نملی لھم لیزدادوا اثما (۳) یمدھم فی طغیانھم یعمھون لمبی عمر اور
مہلت دیا کرتا ہے تو پھر بتلائیے کہ آپکا زندہ رہنا اگر دلیل صداقت
مان لیں تو ان دو نصوص قانون الہی سے مکذب نہ بنینگے اسلئے
ثنائی موت اور آپکی حیات ثنائی تکذیب پر دلیل نہیں ہوسکتی یہ
عذر پیش ہونے پر مرزا صاحب کس طرح سے عذر داران
کو ملزم کرتے۔

خامساً اور پھر ثنائی کہنی اسکے ساتھ مسیلمہ کذاب کی نظیر
پیش کرکے نہ کہتی کہ مرنیوالے لئے جبکہ مرقع اگست کے
صفحہ ۹ و ستمبر ۱۹۰۸ کے صفحہ ۱۴ پر صادق کی زندگی اور کاذب
کی موت کو دلیل صدق و کذب گردانا ہی نہیں بلکہ برخلاف
اسکے مسیلمہ کذاب کا زندہ رہنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا وفات پانا نظیراً دکھلا کر لکھدیا تھا کہ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم باوجود سچے نبی ہونیکے مسیلمہ کذاب سے پہلے انتقال
ہوئے اور مسیلمہ باوجود کاذب ہونیکے صادق سے پیچھے مرا۔
کیا کسی اہل علم کی یہ شان ہوسکتی ہے کہ اس قسم کی ذرہ صادق کی
زندگی میں کاذب مرجاوے دعا کرے پھر کہنا ہم آپکے زندہ
رہنے اور ثناء اللہ کے مرجانیکو آپکے صدق اور ثناء اللہ کے

کذب کا معیار کیونکر مان لین - بلکہ ثنائی موت سے تو آپکا کذب ثابت ہوتا ہے اور ثناء اللہ مر نہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپ زندہ رہنے مین مسیلمہ کذاب کے مثیل ثابت ہوئے تو اس نظیر مسلمہ خصم کا کیا جواب ہو سکتا تھا ؟

سادساً - اور پہر ثنائی گروہ جب یہ عذر کرتا کہ مرنیوالے لئے کیا یہ نہین بتا دیا تہا کہ اس قسم کی بردا برد لگانا کہ وہ جہوٹا سچے سے پہلے مر جائیگا مرزا صاحب کی چال بازی ہے جس سے غرض آپکی یہ ہوتی ہے کہ اگر حریف پہلے مر گیا تو حمقاً خوب لٹو ہونگے اور اگر خود بدولت خسکم جہان پاک ہو گئے تو کوئی قبر پر لات مارنے تہوڑا ہی آئیگا " وطن ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ صفحہ ۱۱ کالم ۲ - پہر بھلا ہم ثناء اللہ کے مرنیسے کیون حمقاً کی طرح لٹو بنین - اسلئے بہی آپ صادق اور ثناء اللہ کاذب نہین کہلا سکتا تو اس کا کیا جواب مسلمہ خصم مرزا صاحب سلام علیہ دے سکتے تھے ؟

سابعاً - جب ثنائی گروہ یہ کہتا کہ کیا مرنیوالے نے پہلے ہی نہین لکہدیا تہا کہ ان دنون طاعون کی شدت ہے خصوصاً پنجاب مین بالخصوص لاہور مین جو امرتسر سے بہت قریب ہے ایسے وقت مین طاعون ہیضہ وغیرہ کی موت کی دعا محض حسن بن صباح کی دعا کی طرح ہے - جب اوسنے دیکہا کہ جہاز ڈوبنے

لگا ہے تو بلند آواز سے کہدیا کہ مجھے الہام ہوا ہے جہاز نہین ڈوبیگا جس سے اوسکی غرض یہ تھی کہ اگر ڈوب گیا تو سب مرجاوینگے کون میرے کذب پر مجھے الزام دیگا اور اگر بچ رہا تو سارے معتقد ہوجاوینگے یونہی چال تمہاری (مرزا صاحب کی) ہے" اہلحدیث ۲۶ ر اپریل سنہ ۷ء صفحہ ۵ فقرہ چہارم پر سلام کس طرح ثناء اللہ کی طاعونی موت کو آپکی دعا سے یقین کرین اور کیون نہ حسن بن صباح کے الہام کی طرح جانین جیسا کہ اس نے جہاز کو بھنور مین دیکھکر یہ کہدیا تھا کہ نہین ڈوبیگا ایسا ہی آپ نے شدت طاعون کو دیکھکر کہدیا کہ طاعون سے ثناء اللہ مرجائیگا سو شدت طاعون نے ثناء اللہ کو مارا ہے نہ کہ آپکی دعا نے جیسا کہ پہلے سے اونہنے بتا رکھا تھا اسلئے بھی ہم آپکو صادق نہین مان سکتے۔ تو کیا جواب دیتے جس سے ملزم پر حجت قائم ہوجاتی؟

ثامنًا۔ جب ثنائی گروہ یہ کہتا کہ کیا مرنیوالے نے پہلے سے ہی نہین بتا رکھا تھا کہ اس قسم کی دعا کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرے سرے ہی سے خلاف شریعت ہے جسکا ثبوت نہ قرآن مین ہے نہ حدیث مین اہلحدیث مورخہ ۱۲ مئی سنہ ۷ و ۲۲ جون سنہ ۷ صفحہ ۴ پھر کیون ہم زندگی کو آپکی صداقت اور مرنیوالے کی موت کو اسکی تکذیب کی دلیل سمجھیں جو دعا ہے

سے خلاف شریعت ہے اسکی قبولیت کو تسلیم کرنا مسلمانوں کا کام نہیں۔ قرآن شریف جو خدا کا قانون ہے اور اوسکا قول ایمین تو مفسد کے مہلت ملنے کا ثبوت جناب نبی تصدیق مسیلمہ کذاب کو زندہ رہکر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سامنے وفات دیکر خداوند کریم نے فعلاً کردی لیس جبکہ قول و فعل الٰہی مطابق ہو گئے تو اسکا خلاف لاریب خدائی قانون کا خلاف سمجھا جائیگا اسلئے بھی ثناءاللہ کے مرنیسے آپ صادق نہیں مانے جاسکتے۔ تو مرزا صاحب کیوں خلاف منشاء مصنف الزام دیتے ؟

تاسعاً جب ثنائی پارٹی یہ کہتی کہ کیا مرنیوالے نے یہ نہیں کہا تھا کہ کسی نبی نے کبھی اس طرح اپنے مخالفوں کو اسطریق سے فیصلہ کرنیکی طرف نہیں بلایا (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۷ء صفحہ ۶) پھر بھلا ہم ایسے طریق فیصلہ کو جسکا سراسر منہاج الانبیاء کے خلاف ہوتا پہلے سے ہی ثناءاللہ نے بتا دیا تھا کس طرح خدائی فیصلہ قبول کر کے آپکی تصدیق اور مرنیوالے کی تکذیب کریں۔ تو کس طرح اونپر حجت قائم کرتے ؟

عاشراً جب ثنائی گروہ یہ کہتا کہ کیا آپنے مدعا علیہ کے جواب عوے مورخہ ۲۶ اپریل ۷ء مندرجہ اخبار اہلحدیث کا کوئی تردیدی جواب الجواب بھی عدالت میں پیش کیا تھا جسکا

رسالہ احمدی جلد ۲ نمبر ۸ بابتہ ماہ اگست ۱۹۱۲ء

پیشکرنا اس لئے بھی ضروری تھا کہ مدعا علیہ نے آپکے
مجوزہ طریق فیصلہ کو منظور نہیں کیا اور قانونی دفعات قرآن
مفسر اور حدیث مفسر سے معارضہ مین پیشکر کے آپکے
طریق فیصلہ کو منہاج نبوت کے برخلاف کہکر اور مسیلمہ والی
نظیر بتاکر اور بھی مشکوک و مشتبہ کر دیا ہے - بااین ہمہ جبکہ آپ
نے اسپر سکوت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سب باتین آپکو بھی ایک
حدتک مسلم تہین اور آپکو بھی اس طریق فیصلہ مجوزہ خود کے مطابق
صدور فیصلہ کی امید نہ رہی تھی - تب ہی تو کوئی جواب نہین دیا
ورنہ کیا آپ کو یہ معلوم نہ تھا کہ اگر مدعا علیہ (ثناء اللہ) مر گیا تو اس
کی موت سے باوجود اسقدر معارضات و نظائر قانونی پیشکردہ
مدعا علیہ و انکار مدعا علیہ کے ہم کیونکر ثنائی جماعت کو ملزم کرسکینگے
کیونکہ الزام ہمیشہ مسلمات خصم سے قائم کر کے حجت تمام
کیجاتی ہے نہ کہ اپنے مسلمات سے مخالف کو ملزم بنایا جاتا
مدعا علیہ کی یہ سب پیش بندی اسی واسطے تو تھی کہ اگر میں
(ثناء اللہ) طاعون سے مدعی کی زندگی میں مر بھی گیا تو میری
طاعونی موت اور مرنیکو کہیں میرے بعد مدعی اپنی صداقت
کی دلیل گردان کر میرے ہم خیالوں اور ہم نواؤن کیلئے ملزم

ٹھیراوے اور آپ نے اس پیش بندی پر سکوت کیا کوئی جواب نہ دیا یہ تو ظاہر ہے کہ آپکا طریق فیصلہ مدعاعلیہ کو منظور نہ تھا اس لئے اس نے چلا چلا کر اخبارون اشتہارون کے ذریعے خود بھی اور اپنے دوستونسے بھی انکار بلیغ کرا کے خدائی قول و فعل معارضہ مین پیشکر کے پہلے ہی بریت حاصل کرلی تھی تاکہ آپکا مقصود و مطلوب حاصل نہ ہو اور آپ لئے اس کے شور و پکار کا جواب نہ دیکر انخاموشی نیم رضا پر عمل کر کے رضامندی کا اظہار کردیا جس سے ثنای معارضات قانونی مسلمہ فریقین ہو گئے پس خدائی فیصلہ یا تو مسلمہ طرفین ہوتا یا کم از کم جنپر آپ حجت پوری کرنا چاہتے ہین اوس فریق کا ہی مسلمہ ہوتا تو ہم آپ کو ثناء اللہ کے مرنے سے صادق مان لیتے اور اسکو کاذب اب معاملہ برعکس ہے کہ جس طریق سے ثنای فریق کو انکار تھا (یعنی سچے کا زندہ رہنا اور جھوٹے کا اوس کی زندگی مین مرجانا کوئی دلیل صداقت نہین) وہی طریق ہم پیش کرکے ثناء اللہ کی موت سے اپنی صداقت منوائی جاتی ہی تو ہم کس طرح مان لین کہ ثناء اللہ کا طاعون سے آپ کی زندگی مین مرنا ثناء اللہ کے کذب کی دلیل ہے کیا اچھا ہوتا کہ ثناء اللہ زندہ رہتا او آپ وفات پاجاتے تو نہ صرف ہمپرہی ہمارے ہیرو کے مسلمات سے الزام عائد ہوتا بلکہ خود ہمارا پہلوان بھی اقبالی ملزم بن جاتا اور اوسکی وہ آرزو بھی پوری ہوجاتی جو اسنے زندہ رہکر نشان دیکھنے کی اخبار

وطن مورخہ ۲۶ اپریل سنہ مین کی تھی ۔ لہذا ہم بڑے زور کے ساتھ کہتے ہین کہ بوجوہات عشرہ مندرجہ بالا ثنائی طاعونی موت ہمپر کسی طرح حجت نہین ہو سکتی۔ غور فرمادین کہ جسوقت یہ عذرات فریق مکذب کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اوس اعلان کے جواب مین (جسکو حضرت ممدوح ثنائی طاعونی موت پر اپنی صداقت کے ثبوت مین شایع فرماتے) پیش ہوتے تو کس دلیل سے مرزا صاحب سلام علیہ انپر اتمام حجت کرسکتے تھے ۔ کیا اپنے مسلمات سے انہین ملزم کرتے ؟

مدار ہے منصفو! انہین پر تمام اب اسکی منصفی کا
ذرا تو کہنا خدا لگی بھی فقط سخن پروری نہ کرنا

اب ہمارا بھی حق ہے کہ ثنائی الفاظ کو لوٹا دین اور ثناء اللہ ایڈیٹر کو کو بتادین کہ

دجالی پارٹی کے اعلی ممبرو! ازراہ انصاف اور ایمان سے (ان کنتم مومنین) کہنا کہ اگر ثناء اللہ مرجاتا تو تم لوگ ان تحریرات اور تقریرات ثنائی کو پیش کرکے اپنی بریت کرلیتے یا نہ ؟ ضرور کرلیتے ۔ تو کیا درصورت ثناء اللہ کی رسی دراز ہونے کے احمدی اور دیگر جماعت احمدیہ کا حق نہین ؟ کہ وہ انہی تحریرات ثنائی کو پیش

کر کے ثناء اللہ کی تکذیب پر تائید حاصل کرے ،،
مرقع اکتوبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۰۶

اور کذاب اکبر امرتسری دمبدم پوچھتے ہین اور اسی کے الفاظ ہین پوچھتے ہین کہ

"کس قدر شرم کی بات ہے کہ جو بات پہلے خود کہتے ہو۔ (کہ یہ دعا تمہاری کسی صورت مین فیصلہ کن نہین ہوسکتی ۔ یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہین نہ کوئی دانا اس کو منظور کرسکتا ہے ۔ یہ طریق فیصلہ ہی منہاج نبوت کے خلاف ہے وغیرہ وغیرہ) جو اصول خود مقرر کرتے ہو (کہ مفسد اور کذّاب کو خدا مہلت دیتا ہے ویمدھم فی طغیانھم یعمھون وغیرہ کے مطابق اسکو بدی کرنے کے لئے لمبی عمر دیجاتی ہے) جب مخالف اوس سے کام لیتا ہے تو ادہر ادہر جہانکتے ہو اور یون دیکھتے ہو کالذی یغشیٰ علیہ من الموت (روہا بیو) ع انچہ بخود نمپسندی بدیگران مپسند
مرقع اگست ۱۹۰۸ء صفحہ ۵۰۔

ناظرین! یہ نہ سمجھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کوئی عام اصول بطور کلیہ کے فرمایا تھا کہ سچا زندہ رہتا ہے اور جھوٹا مرجاتا ہے ۔ ہرگز نہین بالکل جھوٹ ہم اسکا ثبوت اسی رسالہ

مین حضور علیہ السلام کی تحریرون سے پیچھے دے آئے ہین یہ محض کذاب امرتسری کی دہوکہ دہی ہے کہ وہ اسکو حضور پر نور مسیح موعود علیہ السلام کا کلیہ بتاتا ہے باوجود جھوٹ اور محض کذب کے پھر اتنا حوصلہ کہ ہر ایک تحریر مین اسی اصول کو پیش کیا جاتا ہے۔ اور اپنا مسلمہ اصول ویمدھم فی طغیانھم یعمھون والا جبکہ اپنی ذات پر عمل مین آتا ہوا دیکھتا ہے تو اسکو پس پشت ڈالتا ہے۔ اس لئے ہم اسی کے الفاظ مین پھر اس سے دریافت کرتے ہین کہ کیون جی اکذب الناس صاحب :۔

"تم جب خود اپنے اس اصول (یمدھم فی طغیانھم یعمھون) کی زد مین آئے اور اپنی منہ مانگی (حیات بدتر از ممات مین پہنچے تو۔ (سب قرآن و حدیث و نظائر مسیلمہ کذاب وانی سے منہ پھیر کر خود بھی اور ساتھ ہی اپنے حامیان) یا وفا کو ایسی آفت مین پھنسا بیٹھے کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن خدا کی شان کہ (اس سرخ موت سے بچنے کے لئے جو مکر کیا تھا کہ اگر مین مر گیا تو مرزا صاحب کی حیات کو میرے واہم افتادہ کہین انکی صدق کی دلیل نہ قرار دے لین بلکہ میرا مرنا مثل وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمجھین اور مرزا صاحب کا زندہ رہنا مثل مسیلمہ کذاب کے سو خدائی

قانون لا یحیق مکر السیئ الا باہلہ کے مطابق وہ مکار بدکردار پر ہی پڑا اور) جو مرزا صاحب کے لئے سوچا تھا بغیر مرزا صاحب علیہ السلام کی کسی کوشش کے اسی کے پیش آیا اللہ اکبر یہی مضمون ہے اس شعر کا

ع الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز مین
لو آپ اپنے دام مین صیاد آگیا!!

مرقع اگست ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۴

الحمد للہ علی احسانہ کہ جسکے فضل وکرم سے ہمنے یہ امر ایپایہ ثبوت پہونچا دیا کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا ثنائی معارضات وعذرات مندرجہ بالا کے بعد زندہ رہنا اور ثناء اللہ کا طاعونی موت سے مارا جانا ہرگز ہرگز مرزا صاحب علیہ السلام کی صداقت کا مثبت اور ثناء اللہ کا مکذب نہ ہوتا۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی استدعا کے موافق اگر فیصلہ الہی صادر ہوتا تو وہ ثنائی پارٹی پر کسی طرح حجت نہ ہوسکتا دجالی گروہ پر وہی فیصلہ حجت قائم کرسکتا تھا جو اس کے اصول اور مسلمات پر صادر ہو جیسا کہ ہوا پس نوعیت فیصلہ کے تبدیل ہو جانے سے مرزا صاحب علیہ السلام کی دعا کا قبول نہ ہونا نہیں سمجھا جاسکتا البتہ استدعا یعنی تمنا، وخواہش حضور انور کے خلاف ضرور کہا جائیگا سو ایسے خلاف سے حصول مدعا وغرض اصلی مین جو مقصود بالذات تھی کوئی

خلل واقع نہین ہوا۔ اور غرض مطلوبہ فیصلہ الٰہی سے جو اظہار صدق تھا وہ کالشمس فے النہار ہوگیا۔ اگرچہ شپر چشم لوگون کو نظر نہ آوے ہان یہان اس بات کا ثبوت دینا ہمارے ذمہ ہے کہ تمنا و خواہشات طبعی کا پیدا ہونا نہ منافی صداقت ہے نہ منافی نبوت ورسالت۔ یہ ثبوت بھی ہم ثنائی اقرار سے پیش کر دیتے ہین تاکہ دجالی گروہ کو پھر انکار کا موقع نہ رہے سو بفضلہ امرتسری مکذب اپنی اردو کی تفسیر مین زیر آیت کریمہ وما ارسلنا من قبلک رسول ولا نبی الّا اذا تمنّیٰ الآیۃ لکھتا ہے کہ

اے رسول! ہم نے تجھسے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے ہین سب سے یہی واقع پیش آتا رہا کہ جب کبھی انہون نے کوئی آرزو دل مین جمائی تو شیطان نے انکی آرزو مین وسوسہ ڈالا یعنی انہون نے اگر کسی کام کی انجام دہی کی تمنا کی تو شیطان نے اس خواہش کو بڑھا کر اور بھی ترقی دی یہانتک کہ عوام کے ذہن نشین ہوا کہ فلان کام جسکا انجام کو پہونچنا پیغمبر صاحب نے چاہا تھا وہ بس ابھی ہو جائیگا حالانکہ مشیت الٰہی مین ایسا نہ ہوتا تھا پھر آخر کار جو ہوتا وہ منشاء ایزدی کے موافق ہی ہوتا چنانچہ اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے خیالات اور خواہشات کو مٹا دیتا ہے اور اپنے

ارشادات کو وحی کے ذریعہ سے بتلائے ہوئے
محکم اور مضبوط کر دیتا ہے یعنی انکا وقوع حسب
موقع ہو جاتا ہے گو پیغمبر کی منشائے خلاف بھی
کیون نہ ہو مگر خدا کے علم اور حکمت کے خلاف
نہین ہوتا" بلفظہ تفسیر ثنائی جلد پنجم صفحہ ۱۵

اس تفسیر ثنائی سے چند امور ثابت ہوتے ہین جو بحث ہذا
پر پوری روشنی ڈالنے والے ہین

الف۔ انبیا کے دلون مین بھی خواہشات اور
تمنائین پیدا ہوتی ہین

ب۔ انبیا کی خواہشون مین شیطان ترقی کر دیتا ہے

ج۔ اس خواہش دلی اور شیطان کے وسوسہ
سے ترقی یافتہ تمنا پر انبیا بڑی تحدی کر بیٹھتے
ہین جس سے عوام الناس یا مثل امر تسری خناس
کے کہنے لگتے ہین کہ پیغمبر نے جو آرزو کی تھی وہ
ابھی اور حسب خواہش پوری ہو جائیگی

د۔ بعض خواہش یا تمنا مشیت الہی کے خلاف
بھی ہوتی ہے

۵۔ آخر کار خدا تعالی انکی خواہشات کو مٹا دیتا اور اپنی
مشیت کو پوری کر تا ہے جو وحی الہی کے مطابق ہوتی ہے

و۔ خدائی حکم یا فیصلہ انبیاء کی منشار کے برخلاف
بھی ہوسکتا ہے مگر خدا کے علم و حکمت کے خلاف
نہین ہوتا۔ اور اس سے صداقت نبی مین کوئی فرق نہیں آتا
دیکھئے خدائی شہادت اور ثنائی بیان سے ہی واضح ہوگیا کہ
انبیاء کی تمنا و خواہشات کے خلاف ہونے سے اون کی صداقت
مین فرق نہین آتا تو یہ امر فیصلہ پاگیا کہ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کی تمنا و خواہش کا منشاء الہی کے ماتحت ہوجانے
سے یہ نہین کہا جائیگا کہ حضرت ممدوح کی دعا اصلی قبول
نہین ہوئی یا مقصود بالذات حاصل نہین ہوا

محقق۔ واقعی آپ نے مسلمات خصم سے حجت قائم
کرکے ثنائی پارٹی کو سخت ملزم کردیا ہے اب عقل و انصاف اور دیانت
و شرافت کا تقاضا یہی ہے کہ منکر گروہ اسکو تسلیم کرے یہ
فیصلہ نہ صرف اوسکا اپنا مسلمہ ہے بلکہ مسلمہ فریقین بھی ہے
جیساکہ مرزا صاحب نے ثنائی معارضات پر سکوت فرماکر
رضامندی کا اظہار کردیا علاوہ ازین حسب اصول خود کہ المرء
یوخذ باقرارہ اہلحدیث ۱۵ مارچ ۱۹۰۸ ثناء اللہ خود اپنے
اقرار سے ماخوذ ہوگیا ہے اور حسب اصول مندرجہ تفسیر
ثنائی جلد چہارم حاشیہ صفحہ ۹۷ کہ دلیل کفار کے مسلمات
سے دینی چاہئے نہ کہ اپنے مسلمات سے آپکے عموماً حریفون کے مسلمات

اور خصوصاً تسلیم کردہ ثنائی اصولوں سے استدلال کیا ہی جو ثنا راللہ ایڈ کو پر اتمام حجت ہی بیشک اگر مرزا صاحب علیہ السلام کی زندگی مین امرتسری منکر طاعون وغیرہ سے ہلاک ہوتا تو مرزا صاحب کی صداقت سخت مشتبہ رہتی۔ اب کوئی اشتباہ ثنائی کذب اور مرزا صاحب کے صدق مین نہین رہا۔ بیشک مرزا صاحب کی دعا قبول ہوی اور مقصود بالذات حاصل ہو گیا اور منکر کا کذب کہلگیا

فثبت المدعا

ثنا کی تصویر کا تیسرا رخ اور جہوٹی فتح کی حقیقت

اب ہم نہایت اختصار کے ساتھ امرتسری منکر کا بدنما چہرہ اور بگڑی ہوی صورت کٹی ہوئی ناک کو سنیا میٹوگراف کے ذریعہ سے اپنے ناظرین کو دکہاتے ہین۔ اور اسکو بطور سوال وجواب کے نقل کرتے ہین جس سے جلد تر ہر ایک شخص ثنائی تصویر کو پہچان لے وہو ہذا

مکالمہ نجدی واحمدی

احمدی - مرزا صاحب علیہ السلام نے اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل سنہ مین تم سے مباہلہ چاہا ہی یا تمہارے حق مین کوئی پیشگوی فرمائی ہے یا دعا ء فیصلہ کی ہے ؟

تجلی:۔ مرزا صاحب نے میرے متعلق پیشگوئی کی تھی کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں **مرجائیگا**"
ضمیمہ مرقع بابت جون ۱۹۰۸ء

احمدی:۔ اگر یہ پیشگوئی تھی تو اشتہار مذکور میں مرزا صاحب نے یہ کیوں لکھا کہ "یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر **پیشگوئی نہیں**"

تجلی:۔ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اسوقت مرزا صاحب کو اس تحریک الہی کا علم نہ تھا جسوقت انہوں نے یہ اشتہار دیا تھا لیکن بعد کے الہامات اور اعلامات خداوندی سے انکو معلوم ہوا کہ اس کی تحریک خدا کی طرف سے تھی تو انہوں نے کھلے الفاظ میں اظہار کیا کہ اس کی بنیاد خدا کی طرف سے ہے۔ بلکہ اس کی قبولیت کا الہام بھی شایع کر دیا" مباحثہ لدھانہ پرچہ ثنائی نمبر اول فاتح قادیان صـ ۱۱ و ۱۲

احمدی:۔ اس عبارت ثنائی کا مطلب یہ ہے کہ واقعہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء یوم تحریر اشتہار تک تو حضرت اقدس علیہ السلام کو یہ بیان مندرجہ اشتہار متنازعہ کے منجانب اللہ ہونیکا علم تھا نہ کوئی الہام قبولیت مضمون اشتہار کے متعلق خدا کی طرف سے ہوا تھا۔ البتہ بعد اشاعت اشتہار خدا نے فرمایا کہ یہ اشتہار ہماری تحریک او رحکم سے ہے اور ہم نے قبول و منظور کرلیا ہے" جس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب علیہ السلام کا

اشتہار میں یہ درج فرمانا کہ ”یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں ہے“ صحیح و درست تھا یہ مانکر سخت بے حیائی یا حواس باختگی سے پھر تم نے دروغگو را حافظہ نباشد پر عمل کر کے دوسرا بیان اسکے خلاف کیوں دیا؟

محمدی - دوسرا بیان مین نے اس کے خلاف کوئی نہیں دیا۔ بتاؤ وہ کونسا ہے۔؟

ثنائی حلف دروغی

احمدی - دیکھو اپنا پرچہ نمبر ۳ مندرجہ مباحثہ لدہانہ فاتح قادیان صفحہ ۲۹ جہان تم نے جھوٹ بولا ہے اور وہ یہ ہے

مرزا صاحب نے جو اشتہار مین الہام یا وحی کی نفی کی ہے۔ اس کی ایک (۱) وجہ تو پہلے پرچہ مین عرض کر چکا ہون دوسری (۲) وجہ وہ ہے جو صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور کے ساتھ انکا معاہدہ ہوا تھا کہ مین الہام جتا کر کسی کی موت کی پیشگوئی نہیں کرونگا اسلئے انہون نے اس اشتہار مین الہام کا نام نہین لیا۔ بلکہ نفی کر دی۔“ بلفظہ

دیکھا تمہاری دوسری وجہ نے پہلی وجہ کو از سر تا پا باطل کر دیا اور پہلے بیان کے خلاف دوسرا بیان دیکر تم حلف دروغی

کے بھی مرتکب ہوئے جس سے تمہارا کاذب متقی ہونا معلوم ہوگیا

نجلبی ۔ پہلی وجہ کس طرح باطل ہوگئی اور سبب کر پہلے بیان کے خلاف دوسرا بیان کیونکر ہوا جس سے مین جرم حلف دروغی کا مرتکب سمجہا گیا ؟

احمدی ۔ تم بڑے ہی غبی الطبع اور بطی الفہم ہو کہ صریح جھوٹ بولکر پھر نہین سمجہہ سکتے کہ کیا جھوٹ بولا ہے ۔ سنو ! تمہاری پہلی اور دوسری وجہ کا تضاد اور پہلے اور دوسرے بیان کا "تناقض اسطرح ہے کہ پہلے تو تم نے یہ کہا کہ ۱۵ اپریل سنہ کے دن تک جبکہ اشتہار لکھا گیا تھا مرزا صاحب علیہ السلام کو منجانب اللہ کوئی الہام وغیرہ ایسا نہین ہوا تھا جس سے اشتہار مذکور کا بحکم الٰہی لکھا جانا اور مضمون مندرجہ اشتہار کی منظوری و قبولیت کا وعدہ دیا جانا معلوم ہوا ہو بلکہ بعد اشاعت اشتہار کے خدا کی طرف سے علم دیا گیا اور الہام کیا گیا کہ یہ اشتہار اور مضمون مندرجہ اشتہار ہماری تحریک اور حکم سے تم نے لکھا ہے اور ہم نے اسکو منظور اور قبول فرما لیا ہے اس لئے مرزا صاحب نے اشتہار مذکور مین الہام و وحی کی نفی کی تھی "

دوسری دفعہ تم نے یہ کہا کہ اشتہار مین الہام و وحی کی نفی اس لئے کی تھی کہ ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے ساتھ مرزا صاحب یہ معاہدہ کر چکے تھے کہ مین الہام کی بنا پر کسی کی موت

کی پیشگوئی نہین کرونگا" جس کا صریح یہ مطلب ہے کہ بوقت تحریر اشتہار
ہی حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو خدا نے الہام کر دیا تھا جسکی بنا پر
یہ اشتہار لکھا گیا مگر ڈپٹی کمشنر والے معاہدہ کے باعث مرزا صاحب
نے اسکا اخفا کیا تاکہ مواخذہ نہو۔ یہ ہے پہلی وجہ اور دوسری وجہ
کا تناقض کہ اگر پہلے وجہ صحیح ہے تو دوسری بالکل جھوٹ اور
دوسری صحیح ہے تو پہلی سراسر دروغ ہے کیونکہ پہلے بیان مین
تو تحریر اشتہار کے دن تک اشتہار کے متعلق کسی الہام الہی
کا نہ ہونا بتایا گیا ہے اور یہی وجہ تھی کہ حضرت مرزا صاحب سلام
علیہ نے اشتہار مین الہام و وحی کی نفی فرمائی تھی۔ اور دوسرے بیان کا منشا
یہ ہے کہ اشتہار سے پہلے خدا کی طرف سے الہام قبولیت اشتہا
کا ہو چکا تھا۔ اور مرزا صاحب علیہ السلام کو اسکا علم تھا مگر بوجہ معاہدہ
سرکاری مرزا صاحب علیہ السلام نے اوسکو مخفی رکھکر بخوف مواخذہ
الہام و وحی کی نفی اشتہار مین کر دی" کہو اب بھی تمکو اپنی جہالت
کا پتہ لگا یا نہین؟ اگر اب بھی نہین سمجھے تو نہ صرف جاہل ہی تم کو کہا جائیگا
بلکہ جہل مرکب کا لقب بھی دیا جائیگا

مجلی۔ یہ ہر دو بیان باہمی متضاد نہین ہین۔ بلکہ نفی الہام کی
دو وجہ موجب بیان کی گئی ہین اور دونون صحیح ہین۔

احمدی۔ اچھا اگر دونون صحیح ہین تو یہ بیان تمہارا جھوٹا ہے
جو تم نے ثنائی پرچہ اول مین تحریر کیا ہے کہ "جناب مرزا صاحب

نے پندرہ اپریل کو اشتہار مذکور شایع کیا ۲۵ اپریل کے اخبار بدر مین اوسکے الفاظ یہ شایع ہوئے۔ ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ دراصل ہماری طرف سے نہین بلکہ خدا ہی کی طرف سے اوس کی بنیاد رکھی گئی ہے رات کو ہماری توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا اجیب دعوۃ الداع "! ان الفاظ سے میرے دونون دعوے ثابت ہوتے ہین (الف) اس دعا کی بنیاد خدا کی طرف سے تھی (ب) اس دعا کی قبولیت کا وعدہ تھا" بلفظہ ملخصاً فاتح قادیان صفحہ ۱۱ اس بیان مین تم نے ۱۵ اپریل تحریر اشتہار سے بعد ۲۵ اپریل کو اس تقریر کا فرمانا اور الہام کا ذکر کرنا بتایا ہے جس سے ثابت ہوا کہ تحریر اشتہار کے وقت یہ الہام نہین ہوا تھا بلکہ بعد اشاعت اشتہار ہوا اسلئے بوجہ عدم علم مرزا صاحب نے اشتہار مین وحی والہام کی نفی کی تھی۔ اب بتاؤ کہ جس حالت مین بر وقت تحریر اشتہار کوئی الہام اشتہار مذکور کے متعلق ہوا ہی نہین تھا اور جس الہام کو تم اشتہار کے متعلق کہتے ہو اوسکو ۲۵ اپریل کے بدر سے بعد اشاعت اشتہار ظاہر کرتے ہو تو پھر مرزا صاحب کا ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے معاہدہ کی پابندی سے اشتہار مین نفی الہام کی کرنا تو ثابت نہ ہوا بلکہ دراصل عدم علم سے نفی مذکور کیگئی تھی۔ اس صورت مین نفی الہام کی وجہ ڈپٹی کمشنر کا معاہدہ کیسے کہا جاتا ہے اور وہ اس نفی الہام کا باعث کیونکر قرار دیا جاسکتا ہے؟

نجدی۔ اس تقریر سے گو یہ وجہ میری بالکل لایعنی ثابت ہوگئی ہے اور مین اس کی لغویت کو دل سے مانتا بھی ہون لیکن مولویت کا ناموس اور مرزا صاحب کی مخالفت اور احمدیون سے مغائرت مجھے زبان سے اقرار جہالت و لغویت کرنے سے مانع ہے لہذا مین تو یہی کہے جاونگا کہ مین نے جو کچھہ وجہ اول و ثانی مین کہا ہے سب درست ہے اور تمنے جو جواب اس کا دیا ہے وہ سب غلط ہے اگر ایسا کہون تو یہودیت کو بٹہ لگتا ہے

احمدی۔ بیشک تم نے حق یہودیانہ پورا ادا کیا لیکن بفضل خدا تمہاری رگ یہودیت کو انشاء اللہ کاٹ کر دکہاونگا اچھا اب تم یہ بتاؤ کہ ۲۵ اپریل ۰۸ء کے بدر مین جو الہام اجیب دعوۃ الداع ہے وہ کس تاریخ کا الہام ہے اور اس کے کیا معنی ہین؟

نجدی۔ یہ الہام اشتہار متنازعہ مورخہ ۱۵ اپریل ۰۷ء والے سے بعد کا ہے اور ۲۵ اپریل ۰۷ء کا ہے اس کے معنی ہین کہ مین نے تمہاری یہ دعا قبول فرمالی۔ فاتح قادیان صفحہ ۲۴

احمدی۔ یہ تم جھوٹ کہتے ہو کہ ۱۵ اپریل سے بعد ۲۵ اپریل کو یہ الہام ہوا تھا دیکھو یہ الہام الحکم مورخہ ۱۰ اپریل و بدر ۱۱ اپریل ۰۷ء کے صفحہ ۲ و ۳ پر ۲۵ اپریل ۰۷ء سے پہلے شایع ہوچکا تھا اور ہر دو اخبارات مین ۱۳ اپریل کی تاریخ دیکر الہام مذکور مشتہر

ہوا تھا اور اس سے پیچھے ہی ہر دو اخبارات میں یہ ترجمہ بھی درج ہو
کہ دے میں دعا کرنیوالے کی دعا قبول کرتا ہوں ۔ اب کہو کہ ۲۵ اپریل کا
یہ الہام ہے یا ۱۴ اپریل کا ؟ یہ خوب سمجھ لو کہ بدر مورخہ ۱۸ اپریل والی
تقریر میں جس الہام کا ذکر ہے وہ ۱۷ و ۱۸ اپریل کو اندراج تقریر
سے آٹھ نو دن پہلے شایع ہو چکا تھا ۔ لہذا وہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۸ء
کا تو کسی طرح بھی نہیں قرار دیا جا سکتا یہی وجہ ہے کہ نہ تو تمہارے
منصف سیالکوٹی میر نے نہ خود تم نے نہ تمہارے پیر نابالغ ثالث
نے ہماری اس دلیل کا کوئی جواب دیا تمہارے دعوے کا سارا
مدار ہی اس الہام کے ۲۵ اپریل ۱۹۰۸ء کو ہونے پر تھا اس کے جواب
سے خاموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید ۔

مجیب ۔ یہ صحیح ہے کہ تمہارے اس استدلال کا جواب جو تم نے
تاریخ الہام کے متعلق اپنے پرچہ نمبر ۲ میں درج کیا تھا اور وہ رسالہ
فاتح قادیان کے صفحہ ۳۰ سطر ۲ لغایت ۷ میں موجود ہے نہ میری
طرف سے نہ میرے منصف کی جانب سے نہ نادان ثالث کے فیصلہ
میں دیا گیا ہے نہ آج تک ہی کچھ اسکا جواب ہم سے بن پڑا ۔ مگر ہمیں
عدم جواب کی وجہ سے استدلال کا غلط ہونا [illegible] نہیں ہے بلکہ ہماری تساہل
بازگشتی اور منصف کی جانبداری اور ثالث کی نادانی اسکا باعث ہے
اسلئے آج ہم اسکا جواب دیتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اسمیں کچھ شک
نہیں کہ بدر و الحکم میں [illegible] اپریل ۱۹۰۸ء کو [illegible]

کا ہونا شایع ہو چکا ہے لیکن ہم نہین مانتے کہ یہ الہام ۱۴ اپریل کو ہوا تھا بلکہ ضرور یہ الہام ۲۵ اپریل کو ہی ہوا ہے۔ دیکھو یہ کیا لاجواب جواب ہے؟ جسکی تردید ہی ناممکن ہے۔

احمدی - واقعی انکار کا کوئی جواب نہین اور نہ اس کی تردید ممکن ہے۔ لیکن تمہارا عجز اور بیحیائی تو اس جواب سے مبرہن ہے۔ کہ ہم تو ایک مسلمہ دستاویز جس کی بنا پر تم نے اپنے دعوے کا ثبوت قرار دیا تھا پیش کرکے تمہارے دعوے کی بیخ اکھاڑتے ہین اور تم محض انکار اور قیاس فاسد سے واقعات صحیحہ ثابتہ کی تردید کرتے ہو۔ اگر محض انکار ہی کسی واقعہ صحیحہ کے غلط قرار دینے کی دلیل ہو سکتا ہے تو ہم بھی یہ کہتے ہین کہ اشتہار متنازعہ ۱۰ اپریل کو لکھا گیا تھا اور الہام مذکور ۴ اپریل سنہ کو ہوا تھا اور جن اخبارات مورخہ ۷ و ۱۸ اپریل سنہ مین یہ الہام اور اشتہار مذکور شایع ہوے ہین وہ ۲ اپریل سنہ کو شایع کئے گئے تھے جو تردید تم اس کی کروگے وہی ہماری طرف سے اپنی لغویت کا جواب سمجھ لینا

مجھلای مین بتاتا ہون کہ اشتہارون کے لکھنے کا اور اشاعت کا طریق کیا ہوتا ہے۔ ۱۵ تاریخ کا اشتہار ہے اور ۱۷ تاریخ کی الحکم مین شایع ہوتا ہے اخبارون کے مطالعہ کرنے والے خوب جانتے ہین کہ ”ہندوستان“ اور ”وطن“ کی تاریخ اشاعت جیسے کہ عموماً جمعرات ہوتی ہے پہونچ جاتے ہین لہذا انکار تاریخ کے الحکم کو ایک روز آنے مین دیر

ہوئی ہوگی ۔ یہ سب دیری ملا کر ۱۴ ار کی ڈائری اسی اخبار الحکم مین لکھی گئی ہوگی اور وہ مرزا صاحب کی لکھی ہوئی ہے بھلا غور فرمائیے کہ پندرہ کا اشتہار کتابت کب ہوا۔ پریس مین کب گیا اور پھر کب چھپکر تقسیم ہوا۔ ۱۸ تاریخ والا اخبار کم سے کم ۱۲ تاریخ کو لکھا جاتا ہے " پرچہ ثنائی ۲۰ فاتح قادیان صفحہ ۱۷ پس اشتہار ۱۵ اپریل سنہ ۸ سے پہلے مرزا صاحب نے لکھا ہوگا تب ہی تو ۱۷ ار کے الحکم مین شایع ہوا۔

احمدی۔ اس تمام مہمل کلام اور بے ربط و غیر مسلسل بکواس کو جو دیوانہ کی بڑ سے زیادہ وقعت نہین رکھتی عقل سلیم سمجھنے سے عاری ہے۔ خصوصًا نقرہ اخیرہ نہایت ہی بے معنی اور نرا ہذیان ہے امرتسری مُلّان کی قادر الکلامی اور فضیلت کی خاص دلیل یہ عبارت ہے۔ ناظرین پہلا پرچہ تو بڑے سوچ بچار سے امرتسری اصلاح و درستی کے بعد گھر سے لکھکر دیا تھا یہ دوسرا پرچہ جسکو مباحثہ مین خود نہین لکھ سکا بلکہ تقریر کر کے لکھوایا تھا اسیری آپ کی قابلیت کا پردہ فاش ہو گیا ہے جس مجہول کو اردو عبارت اور ملکی زبان مین اپنا مافی الضمیر ادا کرنے کی لیاقت نہین وہ بیچارہ مسلمہ سلطان القلم پر معترض ہو۔ این چہ بو العجبی است ؎

طوق زرین ہمہ درگردن خر مے بینم

پھر اس کج مج بیانی پر دعویٰ یہ کہ ؎ ہمچو من دیگرے نیست۔ تف ہے ہزار حماقت جہالت پر ثنائی کمیٹی کا کوئی جہل مرکب ہے جو اپنے

پریسیڈنٹ جبل کی منقولہ صدر ۱۲ دوسرائی کا مطلب بیان کر سکیے؟
ذرہ ربط و تعلق و سلسلہ کلام کو تو ملاحظہ فرمائیے اس بیان میں بڑی شیخی
دعوی تو کیا کہ دیدہ میں اشتہاروں کی لکھنے اور اشاعت کا طریق یہ بتاتا ہوں اور طریق
بتایا کہ (۱) ۱۵ کا اشتہار ۱۷ کے اخبار میں شایع ہوتا ہے (۲) ہندوستان
اور وطن یہ اخبارات تاریخ اشاعت سے ایک دن پہلے پہونچ
جاتے ہیں (۳) ۱۸ تاریخ والا اخبار ۱۲ تاریخ کو لکھا جاتا ہے وغیرہ من
الہفوات، معلوم نہیں کہ اس یاوہ گو سے کس نے تو یہ پوچھا تھا کہ
اشتہاروں کے لکھنے اور اشاعت کا طریق کیا ہوتا ہے اور اگر
بغیر پوچھے اور بے ضرورت ہی اس کو بیان کرنے کھڑا ہوا تھا تو بتایا
ہوتا کہ اس طرح اشتہار لکھا کرتے ہیں اور اس طریق سے شایع
کیا کرتے ہیں اس غیر متعلق اور غیر مربوط بکواس کا مطلب کیا ہوا کہ
وطن اور ہندوستان بجائے جمعہ کے جمعرات کو ہی پہونچ جاتے ہیں۔
کس نے پوچھا تھا کہ وطن اور ہندوستان کب شایع ہوتے ہیں
اور کب خریداروں کے پاس پہونچتے ہیں یہاں پر تو گفتگو یہ تھی
کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے جو اشتہار اخبار بدر و الحکم
کے ذریعہ ۱۵ و ۱۸ اپریل کو شایع کیا ہے (۱) ۱۵ اپریل کو حضرت
ممدوح نے ارقام فرمایا تھا اسکو وطن یا کسی اخبار کے ایڈیٹر کے پاس
پہونچنے سے یا ۱۸ کے اخبار کو ۱۲ تاریخ کو لکھے جانے یا ۱۵ کے اشتہار
کو ۱۷ کے الحکم میں درج ہونے یا الحکم کے ایڈیٹر کے دیر سے پہونچنے

نقصان کیا پہونچا اور اس سے اصل مدعا کو تعلق کیا ؟ کیا یہ ناممکن
یا محال ہے کہ ۱۵ اپریل کا کوئی مراسلہ ۱۷ یا ۱۸ اپریل کے اخبارون مین
درج ہو جائے ؟ یا یہ کہ ۱۷ اپریل کا الحکم ۱۴ کو چھپ کر ۱۵ کو خریداران
کے پاس پہونچ گیا تھا اور ایسا ہی بدر ۱۸ اپریل کا چھپ کر ۱۶ کو امرتسری
نے پا لیا تھا جو ۱۵ اپریل کے مراسلہ کا انہین چھپنا غیر ممکن ہو جو اخبار
کہ اشاعت کی تاریخ سے ایک یوم پیشتر ہی شائع ہو جاتے ہین۔
اونہین کبھی سنا۔ یا کسی نے دیکھا ہے کہ تاریخ موصولہ سے ایکروز
بعد کی کوئی خبر یا تحریر اونہین شائع ہوتی ہو یعنی وطن یا ہندوستان
جو جمعرات کو ہی پہونچ جاتے ہین اونہین جمعہ کا کوئی مراسلہ یا خبر بھی
کبھی درج شدہ دیکھی ہے۔ اور الحکم یا بدر تو ۱۷ و ۱۸ اپریل اپنی
اپنی تاریخ اشاعت سے ایکدن پہلے ڈاک مین بھی نہین ڈالے گئے
چہ جائیکہ وہ خریدارون کے پاس اشاعت سے ایک دن پہلے پہونچ
ہون جب تک کہ تم یہ ثابت نہ کر دو کہ ۱۷ کا الحکم اور ۱۸ کا بدر ۱۵ یا ۱۶
تاریخ کو ناظرین کے ہاتھون مین پہونچ چکا تھا یا کم از کم تاریخ اشاعت کے
دن سے پہلے قادیان کے ڈاکخانہ مین ڈالا گیا تھا تب تک
یہ بیہودہ گوئی قابل سماعت بھی نہین۔ ہم دکھا چکے تھے اور پھر دکھانے
کے لئے تیار ہین کہ ۱۷ و ۱۸ کے مندرجہ صدر ہر دو اخبارات ۱۷ و ۱۸
کو ہی ڈاکخانہ قادیان مین ڈالے گئے تھے ہم صدہا ایسے پرچے پیش
کر سکتے ہین جنپر ۱۷ و ۱۸ اپریل کی مہر ڈاکخانہ قادیان کی ہے۔ خاص

کرکے تم نے جو پرچہ بدر کا پیش کیا ہے او سپر بھی ہم ۱۰ اپریل کی ہرڈ کخانہ قادیان کی اور ۱۹ کی امرتسر کی دکہا وینگے۔ پس یاد رہے کہ اشتہار متنازعہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو ہی لکہا گیا تہا۔ ۱۵ کو ہی کتابت ہوا ۱۶ کو طبع ہوا ۱۷ کو شایع ہوا۔ اور یہ نہ تو نادر امر ہے نہ ناممکن یا محال عقلی نہ واقعات کے خلاف اور اب تو تمہاری روسیاہی کے لئے اصل مسودہ اشتہار بجنسہ دستیاب ہو گیا ہے جسپر تاریخ تحریر ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء اور یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ یوم دوشنبہ ثبت ہے جو اسی رسالہ مین عکس لے کر شایع کر دیا ہے

بخدی۔ یہ سب باتین صحیح ہین۔ اور واقعات کے مطابق بھی ہین۔ مگر مین اپنی خوئے بد سے جو وقت مرگ تک میرے ساتھ ہے لاچار ہون اسلئے بجز انکار اور فرار کے میرا کوئی جواب نہین۔ مین تو ماننا ہی نہین کیونکہ الحق کی مخالفت میرا فرض منصبی اور صداقت کا انکار میرا اصلی کام اور حقیقت سے روگردانی میری غایت زندگانی ہے پہر بہلا مجہے کوئی کسطرح سچائی کو منوا سکتا ہے۔ مین تو لست مرسلا کہنے والون کا خلف رشید ہون

احمدی۔ مصلحت الٰہی ہین ایسے وجودون کا بہی موجود رہنا جو بدیہات کے انکار کرنے والے ہون ضروری ہوتا ہے تاکہ الحق کی قدر و منزلت اور صداقت روشن ہو جائے کیونکہ ؎

تا نباشد درمقابل روئے مکروہ و سیاہ ٭ کس چہ داند چیست قدر روئے رخشان قمر را

الحق کے مقابلہ مین الباطل کی ضرورت ہوتی ہے جسکا سر پھوڑا جائے جیساکہ ارشاد الہی ۱۷ سیپارہ مین ہے کہ بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذاہو زاہق یعنی ہم پھینک مارتے ہین الحق کو الباطل پر پھر وہ الباطل کا سر پھوڑتا ہے تب الباطل رفو چکر ہوتا ہے "اس قانون کے مطابق الباطل کے حامی جو بدیہی امور کا انکار کرنے پر بھی عالم دین کہلاتے ہین الحق کے مقابلہ مین حیوان بشکل انسان دنیا مین موجود ہین۔ ناظرین آپ نے اس مختصر بحث سے جو اوپر ہو چکی ہے یہ سمجھہ لیا ہوگا کہ ۱۵ اپریل والے اشتہار کو (جو اسی تاریخ کے حوالہ سے دو اخبارون الحکم وبدر مین شایع ہو چکا ہے اور جسکا اصل مسودہ بھی بجنسہ مطابق اخبارات مذکور موجود ہے جسکا ملاحظہ ناظرین کے لئے عکس لیکر شامل رسالہ ہذا کر دیا ہے اور اصل اپنے پاس محفوظ رکہا ہے) الباطل کا حامی امرتسری محض قیاس فاسد سے ۱۵ اپریل سے پہلے کا ثابت کرنیکی کوشش بیہودہ کرتا ہے پہلا جبکہ امرتسری تو الہام مندرجہ تقریر بدر مورخہ ۱۵ اپریل سنہ ۱۹۰۷ اپریل سے بعد کا ثابت کر سکتا ہے یا کر سکتا ہے تو پھر اشتہار کی تاریخ ۱۵ اپریل ہوئے سے کیون ڈرتا ہے اور اس سے اوسے کیا نقصان پہونچتا ہے ؟ ظاہر ہے کہ جو سے مفتری امرتسری نے پاؤن تقریر ۱۴ اپریل وقت عصر کا ہوا دیکھکر اور بدر والحکم مین ۲۵ اپریل کو الہام مذکور کا نازل

ہونا پڑا مگر اوکہڑ گئے کیونکہ تقریر اور الہام کا تاریخ اشتہار سے ایک یوم بیشتر ہونا اوسکے دعوے کو بیخ وبن سے اکہاڑ چکا تھا بدین وجہ بیچارہ خدا کا مارا الغریق یتشبث بالحشیش تنکے کے سہارے جان بچاتا ہوا ۱۴ اپریل تاریخ اشتہار سے انکار کئے جاتا ہی اور نہین سمجہتا کہ تقریر مندرجہ ڈائری کو ایک نامعقول عذر سے کہ یہ تاریخوار نہین جہٹلانا جو کہ سخت ہی قابل شرم اور اوسکی علمی قابلیت پر سیاہ داغ ہی اوس حالت مین کیا نتیجہ خیز ہوگا جس حالتمین کہ اصل الہام جسکا ڈائری مین ذکر ہے ۱۴ اپریل کو دو اخبارون مین لکہا جاکر اشاعت تقریر سے ایک ہفتہ پہلے مشتہر ہو چکا ہے پس الہام کا ۱۴ اپریل کو بتانا اور اشتہار کا اوس سے بعد لکہا جانا اور تقریر مندرجہ ڈائری کا ۱۴ اپریل وقت عصر کو فرمانا خود تقریر مین ہی ۱۳ و ۱۴ اپریل کی درمیانی شب کو الہام مذکور کے نازل ہونیپر اشارہ دیا پایا جانا یہ سب امور بدیہی ہین نہ کہ نظری ان بدیہیات سے انکار انسان تو نہین کریگا کوئی وہابی کرے تو تعجب نہین بہرحال اس بحث کو مختصرا ہم نے اس جگہ حسب ضرورت لکہدیا ہے مفصل اور مکمل لدہانہ کے مباحثہ پر ریویو انشاء اللہ وہ فیصلہ سکہا شاہی کی خدا سے دادخواہی" نام رسالہ مین لکہا جائیگا یہانپر صرف اتنا عرض کرکے کہ اس اشتہار متنازعہ کو امرتسری خارج از عقل نے کبہی پیشگوئی قرار دیا ہی۔ اور کبہی مباہلہ بتایا ہی۔ اور کہین صرف دعا فیصلہ لکہا ہی وہ گرگٹ کے سے رنگ حسب مقتضاء وقت یہ چودہوین صدی کا گرگٹ بدلتا رہا ہے کہ جسکا حساب نہین۔ کوئی معقول امر نہین پیش کرسکا۔ اور اب تو قیامت تک نہ کرسکیگا انشاء اللہ بشرطیکہ ذرا بہی حیا دلمین ہو

الف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

السید ابو ... الحق محمد ... [illegible] ... الحق

بخدمت مولوی ... سلمہ اللہ ... السلام علی من اتبع الہدیٰ

[illegible] میں ... [illegible] اور نقشہ کا سلسلہ جاری ... [illegible] آپ ... [illegible]

[illegible] اور زبان [illegible] اور ... [illegible] [illegible]

[illegible] دیکھتا ہوں کہ

[illegible] اور [illegible] اور [illegible] کر [illegible] کی

[illegible] اور [illegible] اور الفاظ [illegible] یاد [illegible] کر [illegible] کا

[illegible] اگر [illegible] آپ کی

[illegible] میں جانتا ہوں کہ [illegible] اور [illegible]

[illegible] اور [illegible] اللہ [illegible] اور [illegible]

کبھی نہ ہوا ... کی ناصر کی ہونی کو ... کیا اور ... قریب ... اور

اور مسیح موعود بھی

حکما اور حکیموں کی معرفت تو میں نے خدا کی فضل سے ... الہیہ ... کو سرگذشت اللہ کی صورت میں اس نے کوئی

کی نسبت ... پہنچا کہ ... وہ سب حوالہ جات کو ... سے بہتر ملکہ محض خدا کے ہاتھوں کئے ہیں جس

کا ... زہرہ کا ... نشان ... ہے ... زندگی میں پڑے وارد ... حسین خدا کی ...

کی ... یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر ... بلکہ محض دعا کی ... ہو ... خدا ... حاصل ہے

اور میں خود اس کی دعا کرتا ہوں کہ ... مالک ... علم و خبر ہے ... دل کی حالت ... ہونا

بنا اور یہ ... مسیح موعود ہونے کا محض ... کا ذکر ہے اور ... شہر میں ... اور کتاب

... اور ان ... میرا ... ہے ... میرا ... مالک ... کی ... جناب میں

دعا کرتا ہوں کہ ... کی ... اور میرا ... اس کو اور اس کی جماعت کو

خوش ... کر دے آمین۔ مگر ... کامل اور ... انشاء اللہ ... میں ... ہے

... کا ... میں دعا کرتا ہوں کہ میرا ... کی

... نہ ... انسانی ... بلکہ ... اور ... سے

... کی ... اور ... کی ... اٹھ .

ہاں [illegible]

ہاتھ سے نہایت سنبھالا اور صبر کرتا ہے مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ [illegible] ہر زمانے میں [illegible]

وہ مجھ [illegible] اور وہ ان کو ایک [illegible] کا وجود دنیا کی نقصان رسانی [illegible]

اور وہ [illegible] آیت کریمہ لا تقف ما لیس لک به علم [illegible] عمل [illegible]

[illegible] سپرد [illegible] حقیقت [illegible] اور [illegible] اور [illegible]

[illegible] حق کی خاطر [illegible]

درج کا [illegible] آدمی [illegible] کلمات [illegible]

[illegible] مگر میں دیکھتا ہوں [illegible] بہتری کی [illegible] سلسلہ [illegible] کرتا ہے

اور اس عبارت کو [illegible] اب میں [illegible]

ہے [illegible] اور [illegible] اور [illegible]

[illegible] صادق کی [illegible] دنیا [illegible]

[illegible] حقیقت میں [illegible] اور [illegible]

[illegible] ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین آمین

بالآخر [illegible]
[illegible]
اور [illegible]
[illegible]

الراقم عبد اللہ [illegible]
عفا اللہ [illegible] تاریخ ۱۵ [illegible]
[illegible] ۱۳۲۵ [illegible]

و

حضرت اقدس مرشدنا و مهدینا مسیح موعود و مہدی معہود -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آج انشاء اللہ اخبار کی آخری کاپی لکھی جائے گی - حضور تازہ

الہامات سے مطلع فرماویں - حضور کی جوتیوں کا غلام - عاجز محمد صادق عفی اللہ عنہ
16.4.07

فہرست مضامین
ربیع ... حصہ
حضور کی تازہ وحی

أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ -

ترجمہ - میں دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں

... ۱ - ... تمہارا ۲ - تمہارا نام ... ۳ - ان شانئک ہو الابتر - ... اللہ ...

۵ - انت منی ... ۶ - الحمد ... (از ...)

- ... اسکی ... کی قبر ... - ... السلام ... رحیم

الحکم بریس ... چھپا

مختصر فہرست کتب رد معاندین و مخالفین سلسلہ عالیہ احمدیہ

علمائی خلف

موجودہ زمانے کے علماء سوء کا اصلی فوٹو معہ تمام انجمنوں و مدارس کے ابتر حالات کے جو انہیں کی تحریروں سے کھینچا گیا ہے اور امرتسری مکذب کے دس سلسلہ جھوٹ جنکا جواب نہ ہوا ہو۔ نہ ہوسکے قیمت صرف ۸ آنے

ثنائی ہزار داستان

امرتسری مکذب کی الف سے لیکر ی تک ردیف وار ان گالیوں کی فہرست جو مکذب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خدام ذوالاحترام و عام احمدی احباب کو دی ہیں جنکی تعداد ۲۰۵ معہ حوالہ اخبار و رسالہ جات ثنائی صفحہ و سطر و تاریخوار قیمت صرف ۲/

ثنائی فرار اور مباہلہ سے انکار

ثناء اللہ امرتسری کا ہمیشہ اور ہر بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیساتھ مباہلہ کرنے سے انکار و فرار کرنیکا با قرار ثنائی لاجواب ثبوت جسکا نام بھی ثناء اللہ نے آجتک نہیں لیا جواب تو درکنار قیمت ۳/

چودھویں صدی کا یہودی

امرتسری مکذب کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں مثیل آریہ عیسائی یہودی ہونیکا تحریری اقرار حضرت ممدوح کی صداقت کا مسلمہ خصم ثبوت انعامی یکصد روپیہ ۲/

منیجر الحق